رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۰۸

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون

رسالہ اشاعت اسلام

اردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین (بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی) و مولوی صدر الدین (بی۔ اے۔ بی۔ ٹی)

نمبر (۸)	بابت اگست ۱۹۱۵ء	جلد (۱)

قیمت سالانہ (عہ) — سالانہ قیمت

فہرست مضامین

ماخوذ اسلامک ریویو مسلم انڈیا ماہ جولائی

سنہ ۱۹۱۵ء

(۱) شذرات صفحہ ۳۶۳ - (۲) مکالمہ مابین مولوی
صدر الدین صاحب و پادری ڈوبیر صاحب صفحہ ۳۶۶ -
(۳) قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق صفحہ ۳۸۳ - (۴) اسلام
اور شراب نمبر ۲ صفحہ

ماخوذ از اسلامک ریویو بابت سنہ ۱۹۱۵
پادری صاحبان سے کے لئے طلب معنے۔ صفحہ ۳۹۸

ضمیمہ اشاعت اسلام لاہور
مغرب میں اسلام کے لئے شان دار مستقبل
اور اس وقت برادران اسلام کا
... فرض ضمیمہ صفحہ ۱۸۱

لقمہ:- ضمیمہ اشاعت اسلام صفحہ پر جو شعر مندرج ہے - ان میں جو شعر کے پہلے مصرعہ ... سہو ہے

وی پی وصول کنندگان اصحاب امور ذیل پر توجّہ کریں

بعض وقت ہم کو وہ کوپن زر وصول شدہ وی۔پی کیساتھ ڈاکخانہ سے محفوظ حالت میں نہیں ملتا۔ کہ جس پر وصول کنندہ کا نام اور پتہ ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ روپیہ تو ہمیں وصول ہو جاتا ہے۔ لیکن کوپن کے مذکورہ بالا نقص کے باعث ہمیں خریدار کا پتہ نہیں چلتا۔ اور دفتر سے آئندہ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ ایسی شکایات کثرت سے آتی ہیں۔ اسمیں ہمارا قصور نہیں۔ اس نقص کا دفیعہ یوں ہو سکتا ہے۔ کہ جو وقت کوئی صاحب وی۔پی وصول کریں یا تو اسی وقت ایک کارڈ سے ہمیں اطلاع بخشیں کہ انھوں نے وی۔پی وصول کر لیا۔ اور اپنا پتہ اور اسم گرامی خوشخط لکھدیں۔ یا جس وقت دوسرے ماہ رسالہ نہ پہنچے تو فی الفور ہمیں اطلاع دیں۔ کہ وہ قیمت تو دے چکے ہیں لیکن رسالہ نہیں پہونچتا۔ عین عنایت ہوگی ؛

منیجر

اشاعت اسلام (عزیز منزل) احمدیہ بلڈنگس۔
نولکھا۔ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمہ اردو اسلامک ریویو و مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد (۱) — بابت ماہ اگست ۱۹۱۵ء — نمبر (۸)

شذرات

ماہ جون میں تین شخصوں نے عقیدۂ تثلیث سے بیزاری کا اظہار کر کے اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار کی اور اس طرح پر یہ سلسلہ باوجود چند در چند حالات کے جو قوم کے جنگ اور اُس کی ضروریات کی طرف متوجہ ہو جانے سے مذہبی تحریک میں روکاوٹ ہو گئے ہیں۔ روز افزوں ترقی پر ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں گذرتا جس میں دو چار پانچ سات نئے ممبر اخوت اسلامی کے سلسلہ میں منسلک نہیں ہو جاتے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ یہ جنگ جو اس وقت ایک گونہ رُکاوٹ نظر آتی ہے۔ ایک وقت آئے گا۔ کہ یہی اسلام کے یورپین ممالک میں ترقی کا ذریعہ ثابت ہو گی۔ مثلاً شراب نوشی جس کا استیصال اسلام کرتا ہے اور جو بعض وقت ایک خطرناک رکاوٹ قبول اسلام میں ہو جاتی ہے۔ اس جنگ نے

اس پر ایک ایسا اثر پیدا کیا ہے جس نے بہت سے یوروپین ممالک کے رہنے والوں کو اسلامی تعلیم کے بہت قریب کر دیا ہے۔ اسی طرح قوموں کی حد سے بڑھی ہوئی آسائش بھی حق کے قبول کرنے میں ایک سد کاوٹ ہو جاتی ہے۔ مگر جنگ کے نتائج میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ خیر خواہان ملک و قوم اپنی قوم کی زندگی یا بہتری کے لئے ہر ایک قسم کی آسائش کو قربان کر رہے ہیں۔ یہی قانون الٰہی ہے جو اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الاّ اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلّھم یتضرعون۔ نبیوں کی بعثت کے وقت چونکہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ کثرت سے لوگ حق کو قبول کر لیں۔ اس لئے قبولیت حق کے اسباب بھی وہ پیدا کر دیتا ہے اور انہی اسباب میں سے دقتوں اور مصیبتوں کا پہنچنا ہے۔ کیونکہ جب قومی آسائش بہت ترقی کر جاتی ہے۔ تو اس وقت اکثر لوگ قبول حق سے دور جا پڑتے ہیں۔ پس بعض قسم کے دکھ اور مصائب پہنچا کر اللہ تعالےٰ انھیں بیدار کرتا اور اُن کی زندگی کا حقیقی مقصد انھیں سمجھا دیتا ہے اور اُن کے دلوں میں وہ تضرّع پیدا کرتا ہے جو اُنھیں اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ کر دے پس جب ایسی مصائب دنیا پر آئیں تو اُس وقت سمجھ لینا چاہیئے کہ الٰہی ارادہ قبولیت حق کے اسباب پیدا کرنے کا ہو گیا ہے۔ اور اس قوم کو جو حق اپنے پاس رکھتی ہے۔ اس حق کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے کمر ہمت باندھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ کوشش بھی اسی وقت بار آور ہوتی اور عظیم الشان نتائج پیدا کرتی ہے۔ جب الٰہی ارادہ سے اس کا توارد ہو جائے۔ لوگو اس جنگ میں ہمارے ملک اور ہماری حکمران قوم کو بہت سی قربانیاں کرنی پڑی ہیں۔ بہت سے دُکھ اور مصیبتیں بھی اٹھانی پڑی ہیں۔ مگر یہ سب نسل انسانی کی بہتری کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اگر ہمارے بھائی توجہ کریں تو کچھ مشکل نہیں۔ کہ ووکنگ مشن کی مالی حالت اس قدر مضبوط ہو سکے۔ کہ مختلف ممالک یورپ میں اس کی شاخیں قائم ہو سکیں۔ ہم اس انتظام کے لئے تیار ہیں۔ مگر مالی مشکلات میں ہمارا ہاتھ بٹانا جملہ اہل اسلام کا فرض ہے۔ اگر وہ اپنے چندوں اور اپنی زکوٰۃ کے خرچ میں اشاعت اسلام کے عظیم الشان مقصد کو سامنے رکھیں تو بیسیوں شاخیں قائم ہو سکتی ہیں۔

قرآن کریم کے تین قدیم نسخوں کے اوراق

پر

تنقیدی نظر

(از ہنری ایم لیون - ایم - اے - ایل ایل - ڈی وغیرہ)

مندرجہ عنوان نام کی ایک کتاب پادری الفانسے - منگانا اور ڈاکٹر ایگنس سمتھ لوئس نے شائع کی ہے - جس میں اُن کا دعوے ہے - کہ حضرت عثمان رضؓ کے زمانے سے پہلے کے قرآنی مسودات کے کچھ اوراق اُن کو مل گئے ہیں - یہ تو ظاہر بات ہے - کہ اگر یہ کاغذات اسی زمانے کے ہیں جس زمانے کے مؤلفین کتاب اُن کو ظاہر کرتے ہیں - تو وُہ قدامت کے لحاظ سے قیمتی اور مفید ہیں - اور ماہران زبان دانی کے لئے ضرور اُن میں دلچسپی کا سامان موجود ہے - چنانچہ ہم نے اُن کاغذات کی مالکہ ڈاکٹر اگینس سمتھ لوئس سے درخواست کی - کہ ہم کو ان کاغذات کے معائینہ کرنے کی اجازت دے - مگر اس درخواست کے جواب میں ہمیں لیڈی موصُوفہ کی طرف سے یہ جواب ملا - کہ موجودہ حالات میں وُہ کاغذات متنازعہ کے پیش کرنے کے ناقابل ہیں - کیونکہ وہ کاغذات جرمنی میں رکھے گئے ہیں - جہاں وہ لیپزگ اگزیبیشن پر جنگ سے پہلے دکھانے کے لئے بھیجے گئے تھے - پس جب اصل کاغذات کا معائینہ نہیں ہوسکتا تو ہم مجبُور ہیں - کہ جو کچھ کتاب مندرجہ عنوان میں اُن کی حالت بیان کی گئی ہے - ویسا ہی اُن کو سمجھ لیں -

اس کتاب کے شائع کرنے والے عملی طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں - کہ اسکے شائع کرنے میں اُن کی اصلی غرض اس قرآن کریم کی اصلیت پر حملہ کرنا ہے - جس نے اُن کے اپنے الفاظ میں "اپنی موجودہ صورت میں ساری اسلامی دُنیا میں ایک بے نظیر اور

ناقابل مقابلہ اعتبار جمالیا ہے۔" پس اس کتاب کے مؤلفین کی حیثیت ایک مُدعی کی حیثیت ہے۔ جو ایک عدالت میں اس غرض کے لئے اپنا دعوے پیش کرتا ہے۔ کہ ان کاغذات کو جنھوں نے تیرہ سو سال سے ایک بے نظیر اور ناقابل مقابلہ اعتبار پیدا کرلیا ہے۔ بعض اور کاغذات کے ذریعہ سے غلط ثابت کرے۔ جن کے متعلق اسکا یہ دعوے ہے کہ وُہ سابقہ مسلمہ کاغذات سے پہلے کے اور زیادہ قابل اعتبار ہیں۔ ایسے دعوے پر تحقیق کرنے کا سب سے زیادہ قابل اطمینان طریق وہی ہو سکتا ہے۔ جو ایک عدالت میں ایسے مقدمے کے چلانے میں اختیار کیا جاویگا۔ سو انگریزی قانون کے دو پہلے بڑے اصُول حسب ذیل ہیں:۔

اوّل یہ کہ مُدعی جو دعوے کرتا ہے۔ اُسکا ثابت کرنا اُس کے ذمہ ہے۔ دُوسرا یہ کہ جبتک جرُم ثابت نہ ہو اس وقت تک ملزم کی بے گناہی ثابت رہے گی۔ ان کے بعد تیسرا اصل یہ ہے کہ شک کا فائدہ مُدعا علیہ یا ملزم کو دیا جاتا ہے۔ ان اصولوں کو سامنے رکھ کر اب ہم ڈاکٹر منگانا اور ڈاکٹر لوئس کے دعوے کو پرکھتے ہیں اور چونکہ وُہ مُدعی ہیں۔ اس لئے اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرنا اُن کے ذمہ ہے۔

کسی ایسے کاغذ کو عدالت میں پیش کرتے وقت جس کے ذریعے سے اور جس کی بنا پر ان کاغذات کو ناقابل اعتبار ثابت کرنا ہو جو اب تک "بے نظیر اور ناقابل مقابلہ اعتبار والے" مانے گئے ہیں۔ مُدعی کو ذیل کی باتوں کا کافی ثبوت بہم پُہنچانا چاہیئے۔

(۱) وُہ کاغذ کہاں سے دست یاب ہوُا ؟

(۲) اس کاغذ کا لکھنے والا کون ہے ؟

(۳) اس کاغذ کے لکھنے والے کو اُس کو اس طرح پر لکھنے کا حق کہاں تک حاصل ہے ؟

(۴) اپنے لکھے جانے کے وقت سے عدالت میں پیش ہونے کے وقت تک، وُہ کاغذ کس کے قبضہ میں رہا ؟ تاکہ اس بات کا کوئی امکان باقی نہ رہ جائے۔ کہ خود وہ کاغذ ہی بگڑ چکا ہو یا اُس میں کوئی تحریف یا تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔

اُن چاروں باتوں کا ثبوت اس مدعی پر ہے۔ جو اُس کاغذ کو پیش کرتا ہے۔ اور اگر

وُہ اِن چاروں میں سے ایک کا ثبوت بھی بہم نہ پہنچا سکے تو عدالت اس کے دعوے کو قابل اخراج قرار دے گی۔

اب سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اوراق ڈاکٹر لوئس کے ہاتھ میں کس طرح سے آئے۔ کتاب کی تمہید کے پانچویں صفحے پر اس کے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"وہ مسوّدات جن سے یہ اوراق لیئے گئے ہیں۔ مَیں نے سویز میں ایک اشیاء قدیمہ کے تاجر سے ۱۸۹۵ء میں جبکہ وُہ سفر کر رہا تھا خریدے..... کس طرح پر یہ مسودات میرے ہاتھ میں آئے۔ اور کیوں مَیں نے اُن کو ڈاکٹر منگانا کے سامنے پیش کیا۔ اِن باتوں کی تشریح میں دُوسروں کے لئے چھوڑتی ہوں۔ بعض لوگ اِس کو اِس بات کی طرف منسوب کریں گے جس کو مُسلمان قسمت کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں"

اِن اوراق کی اصلیت کے متعلق یہی ہمارا انتہائے علم ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ہم کچھ نہیں جانتے۔ دُوسرے الفاظ میں ہم کو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ہم ایسے اوراق کو توجہ کے قابل ٹھہرائیں۔ جن میں سے بعض کے متعلق ڈاکٹر لوئس خود تسلیم کرتی ہیں۔ کہ ایک دراز عرصہ گذر جانے کی وجہ سے اور اُن کی حفاظت کی پروا نہ کرنے کے باعث وُہ اِس قدر خراب ہوگئے ہیں۔ کہ پڑھنے کے قابل نہیں رہے۔ اور جو دس سال ہوئے سویز میں ایک گمنام تاجر سے جو حالت سفر میں تھا خریدے گئے۔ اس گمنام آوارہ گشت کے متعلق ہم کو کوئی علم نہیں دیا جاتا۔ کہ وُہ کہاں ہو آیا تھا۔ کہاں گیا اور اب کہاں ہے جیتا ہے یا مر گیا تاکہ ہم یہ غور کر سکیں کہ وُہ کس حد تک قابل اعتبار ہے۔ اور اُس کی شہادت کیا وزن رکھتی ہے۔

کوئی شخص جو ایک معقول عرصے تک قسطنطنیہ۔ یروشلم۔ قاہرہ یا سویز میں رہا ہے اس کو ضرور اس پیشہ کے ایک یا زیادہ آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ہوگا جنکو اشیائے قدیمہ کا تاجر کہا جاتا ہے۔ اور اس تعارف کا نتیجہ عموماً بلکہ بلا استثناء یہ مضبوط یقین ہوا ہے کہ گو اِن لوگوں کا تاجر ہونا تو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ مگر وُہ اشیائے قدیمہ جنکی تجارت وُہ کرتے ہیں۔ اور اُن کی دیانتداری اور نیک نیتی ہرگز قابل اعتبار نہیں

بلکہ ایک معمولی سی ہے جس کو صحیح طور پر جاننے کا کوئی شخص دعوے نہیں کرسکتا۔ اس پیشے کے چھوٹے درجے کے لوگ وہ صلیبیں آپ کو دینے کا دعوے کرتے ہیں جو گتسیمن کے باغ کی خاردار جھاڑیوں کی بنی ہوئی ہیں۔ حالانکہ یہ بعینہ ویسی ہی ہوتی ہیں جیسے کہ عام طور پر سوئٹزرلینڈ یا جرمنی میں بنتی ہیں۔ اور اگر آپ کو مصر کے متعلق کچھ دلچسپی ہو تو یہ لوگ آپ کو فراعین مصر کی قبروں کے بھونرے جو ہزارہا سال کے ہیں دے سکتے ہیں جو چین میں اور برمنگھم کی بنی ہوئی ایسی اشیاء میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوتا۔ پھر جو ان میں سے زیادہ جرأت والے ہیں۔ وہ آپ کو پرانے مسودات اور دوسری تحریریں دے سکتے ہیں جن کو وہ بہت قدیمی زمانے کی ظاہر کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ چالاکی سے یہ تشریح کرتے ہیں کہ کس طرح پر ان کو سفر کرتے ہوئے یہ قیمتی کاغذات مل گئے۔ یہ تمام امور صفائی سے اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔ کہ جھوٹے قصّے بنانے کا فن مشرق میں الف لیلہ کے مصنف کی موت کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا۔ کوئی ساٹھ سال یا اس کے قریب کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ ایسے پیشہ ور قدیمی اشیاء کے تاجروں کو فرضی جشر کی کتاب گم شدہ شام کے کسی عبادت خانہ کی لائبریری میں چھپی ہوئی مل گئی۔ جو پرانے عبرانی حروف میں چمڑے پر لکھی ہوئی تھی۔ حالانکہ یہ سب کچھ جھوٹ اور فرضی قصہ تھا پھر ابھی تازہ واقعہ ہے۔ کہ پطرس کی انجیل مل جانے کا بڑے زور شور سے اعلان ہوا۔ حالانکہ اس کی حقیقت بھی ایک جھوٹے قصے سے بڑھ کر کچھ نہ نکلی۔ کیا کوئی اشیائے قدیمہ یا زبانداني کا ماہر آج اس قسم کے کاغذات کو ذرہ بھی وقعت دینے کے لئے تیار ہے۔ پس جب خود ڈاکٹر لوئس کو اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ وہ کاغذات جن کو وہ اب پیش کرتے ہیں۔ اسی قسم کے کسی گمنام تاجر سے ملے تھے۔ تو ہم مجبور ہیں کہ ان کاغذات کے متعلق وہی قیاس کریں۔ جو اس سے پہلے اسی قسم کے دوسرے کاغذات کے متعلق تحقیق کے بعد نتیجہ نکلا ہے۔ پس ان کاغذات کی اصلیت نہ صرف سخت مشتبہ ہے۔ بلکہ اغلب یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ فرضی اور بناوٹی ہیں۔ پھر ان اوراق کے لکھنے والے کا نام اور پتہ بالکل نامعلوم ہے۔ اور بظاہر کسی

طرح پر معلوم ہو بھی نہیں سکتا۔ اور نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کاغذات جب سے وجود میں آئے کہاں رہے۔ خواہ اُن کو وجود میں آئے تیرہ سو سال ہوئے ہوں یا گذشتہ تیس چالیس سال میں بن گئے ہوں۔ یہ ہے۔ اُن کاغذات کی اصلیت جن کو زبان دان اور اشیائے قدیمہ کی ماہرین کی توجہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور جن کے ذریعے سے ایک ایسی کتاب کی عبارات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو تیرہ سو سال سے مسلّم طور پر ایک ہی حالت میں چلی آئی ہے۔ اور جس کی صحت پر آج تک کسی کو شبہہ نہیں ہوا۔

ہم جانتے ہیں کہ اس کتاب کی تمہید میں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ اس قیمتی مسودے کے اُوپر کی تحریر کے متعلق آکسفورڈ کے ڈاکٹر کوولے اور مسٹر ایلس نے جو اس وقت برٹش میوزیم میں تھا۔ یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ یہ ایک ایسی طرز میں لکھی گئی ہے۔ جو نویں صدی کے اخیر یا دسویں صدی کی ابتداء کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور جو صرف تھوڑا ہی عرصہ استعمال میں رہی۔ گویا یہ طرز تحریر حضرت عثمانؓ کی وفات کے تین سو سال بعد کی ہے۔ مگر اس سے ہم کیا نتیجہ نکال سکتے ہیں ؟ ڈاکٹر کوولے اور مسٹر ایلس کی رائے کا اظہار جن الفاظ میں ہے وہ بہت محتاط الفاظ ہیں کیونکہ وُہ یہ نہیں کہتے۔ کہ یہ نویں صدی کے اخیر یا دسویں صدی کے شروع کی تحریر ہے۔ بلکہ صرف اس قدر کہتے ہیں کہ اس زمانے کی طرز تحریر سے ملتی ہے۔ لیکن وُہ اس کی اصلیت کے متعلق کسی رائے کا اظہار نہیں کرتے۔ ایک چالاک جعلساز کسی زمانے کی طرز تحریر کی نقل اُتار سکتا ہے۔ چنانچہ ٹامس چیٹرٹن نے جو مدرسۃ الغربا کا ایک طالب علم تھا۔ ۱۷۶۸ء میں ایسے کاغذات جعلسازی کے طور پر بنائے تھے۔ جو ظاہر ہوتا تھا۔ کہ پندرھویں صدی میں ٹامس راؤلے برسٹل کے ایک عالم نے لکھے ہیں اور اس قدر ہوشیاری سے اُس نے اِس کام کو سرانجام دیا۔ کہ اشیائے قدیم کے ایک ماہر نے بھی دھوکا کھا لیا۔ اور اُس کو اصلی سمجھ لیا۔ پس جو کام ایک غریب طالب علم تھوڑی سی استعداد کے ساتھ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے کر سکتا تھا۔ وُہ

آج کل کے ہُشیار اور تجربہ کار لکھنے والوں کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ اور ہم کو یہ علم ہے کہ مشرق میں اشیائے قدیمہ کے تاجر ایسے لوگوں کو اس غرض کے لئے نوکر رکھتے ہیں وُہ جگہ جہاں یہ کاغذات ملتے ہیں یعنی سو بز وُہ خود بھی اشیائے قدیمہ کے متعلق جو وہاں عموماً فروخت ہوتی ہیں اچھی شہرت نہیں رکھتی۔ سو ان کاغذات کے ناقابل اعتبار ہونے کی یہی وجوہ ہیں جو بیان کی گئیں اور ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس حد تک ہم ان پر اعتبار کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد ہم ڈاکٹر لوئس کی پیش کردہ رائے پر غور کرتے ہیں جس کا اظہار اُنھوں نے اپنی کتاب کی تمہید میں کیا ہے۔ اور پہلے ہم ان کی اس رائے کو ان کے اپنے الفاظ میں ذیل میں نقل کرتے ہیں :۔ "ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ اوراق حضرت عثمانؓ کے زمانے سے پہلے کے ہیں۔ اور اُس کی وجہ یہ ہے (حضرت) محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو جب یہ یقین ہوتا کہ ان پر کوئی آسمانی وحی نازل ہوئی ہے۔ تو وہ زید بن ثابت کو اسکے لکھوانے کے لئے بلاتے۔ اور زید اسے چمڑے پر کھجور کے پتوں پر یا اور کسی چیز پر جو دستیاب ہوتی لکھ لیتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف سورتوں کی نقل بعد میں زید نے خود ہی کی جب کافی لکھنے کا سامان مل گیا۔ یہ تعجب کی بات نہیں اگر ان تحریروں میں کسی قسم کے ہجا کی غلطیاں رہ گئی ہوں۔ بالخصوص اس لئے کہ عربی گرامر کے قواعد اس وقت تک مکمل نہیں ہو چکے تھے۔ لیکن (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عثمانؓ نے ان تحریرات کو ٹھیک طور پر نقل کر لیا۔ اور اُن کو اس صورت میں ترتیب دی جو آج ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ بھی قابل ذکر امر ہے کہ اس کام میں اُنھوں نے زید سے بھی مدد حاصل کی۔ تب عثمانؓ نے حکم دیا کہ تمام پہلے نسخے ضائع کیئے جاویں اور قرآن کی عبارت نے جیسے کہ اب وُہ ہے ساری اسلامی دُنیا میں ایک بے نظیر اور ناقابل مقابلہ اعتبار حاصل کر لیا۔ اس لئے یہ بات ہمارے خیال میں بھی نہیں آسکتی کہ کسی شخص نے عثمان کے زمانے کے بعد ایسی عبارتیں لکھنے کی بے سود کوشش کی ہو۔ جیسے کہ ہمیں دستیاب ہوئیں" ۔

"اِن تمام واقعات کو اکٹھا کرکے جیسے کہ وہ ہم کو معلوم ہیں یا جیسے کہ وہ ایک معتبر حدیث کے ذریعے ہمیں پہنچائے گئے ہیں سچ خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ چمڑے کے اوراق جو اسوقت خوش قسمتی سے میری ملکیت ہیں ان نسخوں میں سے تھے۔ جن کے ضائع کرنے کا حکم عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا اور جس کا ماننا تمام مُسلمانوں کے لئے ضروری تھا۔ مسودات کے ضائع کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ سب سے مؤثر طریق تو اُن کو جلا دینا ہے۔ مگر ان دنوں میں چمڑے کے کاغذات کم دستیاب ہو سکتے تھے۔ بالخصوص بیابان میں۔ کاغذ بنانے کی گھاس نابود ہو چکی تھی اور علمی لوگوں کی ضروریات کے لئے یہ دوسری چیز کو جگہ دے چکی تھی۔ اور کاغذ سوائے چین کے اور کہیں نہیں پایا جاتا تھا۔ اُن قرآنوں کا مالک جو قبل از وقت لکھے گئے تھے۔ یقیناً یہ خیال کرنے میں حق پر تھا۔ کہ اگر وہ اُس کی عبارت کو نرم پتھر سے یا دُوسری کسی چیز سے دھو کر صاف کر دے تو چمڑے کا کاغذ کسی قدر پتلا ہو کر باقی رہجائیگا اور اس کی قیمت سے وہ اپنے لئے جہاد کا سامان مہیا کر سکے گا۔ پس فروخت کے ذریعے یا تبادلہ سے یہ مسودات عیسائی راہبوں کے ہاتھ آ گئے۔ اور پھر نویں صدی کے اخیر میں اُن کے اوپر کلیسیا کے بزرگوں کے اچھے اچھے اقوال لکھدیئے گئے۔ اوراق کو دوہرا کر دیا گیا۔ اور اُن میں سے بعض کو کاٹ کر کسی قدر چھوٹا کر دیا گیا۔ تا کہ ایک اور کتاب کی تقطیع کے ساتھ منطبق ہو جاوے۔

"میں یہ بہت اغلب خیال کرتی ہوں کہ دوسری تحریر کے لکھنے والے کو کبھی شک بھی نہیں ہوا۔ کہ اس چمڑے پر کوئی پہلے عبارت لکھی ہوئی موجود ہے .... جہاں تک میں جانتی ہوں اس قسم کے کاغذات کی تاریخ کی کوئی یادداشت نہیں۔ کیونکہ اکثر حالات میں ان کے مالکوں نے یہ غور نہ کیا ہوگا۔ کہ اس کے مٹائے جانے اور اس کے دوبارہ ظاہر ہو جانے میں کس قدر وقفہ گذرا ہے"

پس ڈاکٹر لیوس نے یہ فرض کر لیا ہے۔ کہ کسی مسلمان نے حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ میں خلیفہ کے احکام کی جو کہ قرآن کے مسودات کے ضایع کرنے سے متعلق تھے۔ نافرمانی کی حالانکہ خود ہی ڈاکٹر موصوف تسلیم کرتی ہیں۔ کہ خلیفہ کے احکام کی فرمانبرداری سارے

مسلمانوں کے لئے ضروری تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر لیوس اسلامی ابتدائی تاریخ اور اسلامی احساسات اور رواجوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ نبی کریم صلعم اور آپ کے ابتدائی خلفاء اور اُن کے احکام کی اُس زمانے میں ایسی عزت کی جاتی تھی جو ڈاکٹر لیوس کے خیال کو سراسر باطل ٹھیراتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک موقعہ پر جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وعظ فرما رہے تھے۔ تو آپ نے اُن لوگوں کو جو موجود تھے۔ مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ بیٹھ جاؤ اور سب اس حکم کی تعمیل میں بیٹھ گئے۔ اتفاق سے ایک مسلمان جو اُس وقت قریب گلی میں سے گذر رہا تھا۔ اس کے کان میں بھی آنحضرت صلعم کی آواز پہنچ گئی۔ اور وہ وہیں گلی میں بیٹھ گیا۔ اور جب کسی نے اُس کو کہا۔ کہ آپ کا حکم تو اُن لوگوں کے لئے تھا جو مسجد کے اندر خطبہ سن رہے تھے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے تو اسی قدر حکم پہنچا۔ کہ بیٹھ جاؤ اور میں نے اُس کی تعمیل کو ضروری جانا۔ اگر میں یہ خیال کرتا کہ مسجد کے اندر جا کر اس حکم کی تعمیل کروں گا۔ تو مجھے کیا علم تھا۔ کہ مسجد کے دروازہ تک پہنچنے سے پہلے ہی میری جان نکل جاتی۔ تو پھر میں کیا جواب دیتا۔ کہ کیوں میں نے اپنی وفات سے پیشتر آنحضرت صلعم کے ایک حکم کی تعمیل نہ کی۔ پس ایسے واقعات کے ہوتے ہوئے کیا کسی شخص کا واہمہ تجویز کر سکتا ہے کہ کسی سچے مسلمان نے ایک چمڑے کے ٹکڑے کی قیمت کے چند پیسوں کی خاطر حضرت عثمانؓ کے حکم کو اس طرح پر ٹال دیا ہو۔ جیسا کہ ڈاکٹر لیوس تجویز کرتی ہے۔ وہ لوگ جو ادنے اشارے پر اپنی جانیں تک قربان کرنے کو طیار تھے۔ چند پیسوں کے لئے ایسے ضروری احکام کو ٹال نہ سکتے تھے۔

علاوہ ازیں اسلام کا یہ حکم ہے۔ کہ قرآن کو ناپاک ہاتھ نہ چھوئیں۔ پس کیا کوئی مسلمان ایسے چمڑے کے ٹکڑے کو جس پر کبھی قرآنی حروف لکھے گئے ہوں کسی عیسائی راہب کے ہاتھ بیچ سکتا تھا ہے۔ جو لوگ اسلام سے واقف ہیں اور مسلمانوں کے اندر رہے ہیں اور اسلامی احساسات اور جذبات کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ وہ ایسے خیال کو بالکل بیہودہ سمجھتے ہیں۔ گو اس بات کے باور کرنے کے وجوہات ہیں۔ کہ یہ مسودات کم و بیش جعلی ہیں۔ تاہم اس بات کو فرض کر کے کہ وہ جعلی نہیں یہ بات آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔ کہ یہ اوراق

حضرت عثمانؓ کی وفات کے مدت بعد لکھے گئے ہوں کسی مسلمان نے جس کی تعلیم ناقص ہو۔ یا رسم الخط سے پورا واقف نہ ہو۔ قرآن کے بعض حصص کو یادداشت سے۔ یا کسی دوسرے مسودے سے نقل کیا ہو۔ اور بوجہ ناتجربہ کاری یا ناواقفیت کے ہجے کرنے میں بعض غلطیاں کردی ہوں۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے۔ انگلستان میں تعلیم یافتہ آدمی بلکہ علم الٰہیات کے ڈاکٹر بھی تقریباً بعض وقت ہجا یا گرائمر کی غلطیاں کردیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیکسپیئر اپنے نام کا ہجا چھ مختلف طرزوں سے کیا کرتا تھا۔ پس اگر ان اوراق کے لکھنے والے سے ہجا یا گرائمر کی بعض غلطیاں ہوگئی ہوں۔ تو ان واقعات کے ہوتے ہوئے یہ بالکل قرین قیاس ہے۔ پھر ایسے اوراق ممکن ہے لکھنے والے کی وفات کے بعد کسی طرح عیسائی راہبوں کے ہاتھ آگئے ہوں۔ اور انھوں نے اسلام کے خلاف اپنے جوش تعصب میں ان حروف کو چمڑے کے اوپر سے رگڑ کر صاف کردیا ہو۔ کیونکہ وہ اس بات کی برداشت نہ کرسکتے تھے۔ کہ قرآن کے الفاظ ان کے گھروں میں موجود رہیں۔ اور اسطرح پر چمڑے کو صاف کرکے اس پہ کلیسیا کے بزرگوں کی نصائح کو لکھ لیا ہو۔ اس زمانے کے عیسائی راہبوں کے متعلق ایسا خیال بالکل قرین قیاس ہے۔ چنانچہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ہسپانیہ میں ایک بڑے کلیسیا کے عہدہ دار نے یہ حکم دیا تھا۔ کہ جس قدر عربی مسودات اس ملک کے اندر ہیں۔ ان سب کو تباہ کردیا جاوے۔ اور وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ یا وہ قرآن ہونگے یا قرآن کی تفسیر میں ہونگی۔ پس جب اس طرح قرآن کو دنیا سے نابود کرنا ایک عیسائی اپنا مقدس فرض مذہبی سمجھتا تھا۔ تو ہم آسانی سے قیاس کرسکتے ہیں۔ کہ کسی ایسے پرجوش عیسائی نے چمڑے پر حروف قرآنی کو پاکر ان کو اس لئے مٹادیا ہو کہ یہ اسکے نزدیک ثواب کا کام تھا۔

اب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں۔ کہ وہ امور جن کو اس کتاب کے مؤلف ان اوراق قرآنی اور اصل قرآن کے درمیان بطور اختلافات پیش کرتے ہیں۔ کیا حقیقت رکھتے ہیں اور کس قدر وزن ان کو دیا جاسکتا ہے۔ سب سے بڑا اختلاف جو ڈاکٹر منگانا نے پیش کیا ہے۔ سورۃ الغاشیہ میں بجائے لفظ شیئا جو کہ اصل لفظ ہے۔ لفظ ھکما

تجویز کیا گیا ہے۔ جس کے معنے تمسخر کے ہیں اسی آیت میں لفظ اللہ کی بجائے ڈاکٹر منگانا اپنے اوراق میں اللکم پڑھتا ہے جس کے معنے وہ ضرب یا چوٹ کے کرتا ہے۔ ڈاکٹر منگانا خود کہتا ہے کہ اگر اللکم کے معنے مارنے یا مکا مارنے کے نہ لئے جاویں۔ تو یہ ایک مبہم لفظ ہے۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ ایک شخص جس کو زبان عربی میں فاضل ہونے کا دعوےٰ ہے۔ اور کہتا ہے کہ میری مادری زبان عربی ہے وُہ کس طرح پر یہ بات مُونہہ سے نکال سکتا ہے۔ کہ عربی زبان میں اللکم بھی کوئی لفظ ہے۔ حالانکہ ایسا کوئی لفظ عربی زبان میں نہیں اس کو مبہم کہنا محض پردہ پوشی کے لئے ہے۔ تعجب ہے کہ کیوں ڈاکٹر منگانا جس کو فاضل عربی دان ہونے کا دعوےٰ ہے اس امر کا کھلے الفاظ میں اعتراف نہیں کرتا۔ اور ایک فرضی لفظ کو جس کا وجود ہی کوئی نہیں مُبہم قرار دینے کے لئے اللکم کو لکم کے ہم معنی سمجھتا ہے اور اس بیہودہ گوئی کی بناء پر ان اوراق کو جن کے متعلق کوئی نہیں جانتا۔ کہ کس نے لکھے اور کب لکھے۔ اور جو ایک گمنام تاجر کے ہاتھ سے دستیاب ہوئے اُس قرآن پر جس کا غیر مبدّل ہونا تیرہ سو سال سے مسلم چلا آیا ہے حکم ٹھیراتا اور اُن کے ذریعہ سے اس میں غلطی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر بیہودگی کا ارتکاب کوئی حماقت نہیں کر سکتی۔

اس کے بعد ہم اصل الفاظ قرآنی اور ان الفاظ کے ترجمہ کا مقابلہ کرتے ہیں جو ڈاکٹر منگانا پیش کرتے ہیں۔ اصل الفاظ قرآنی کا ترجمہ یوں ہے۔ کہ ہم نے تجھے اپنے امر پر مقرر فرمایا سو اس کی پیروی کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو جن کو کوئی علم نہیں۔ کیونکہ وُہ خدا کے مقابلہ میں تمہیں کچھ کام نہیں دے سکتے۔ اوّل تو ڈاکٹر منگانا اصل الفاظ کے ترجمہ کو یُوں بگاڑتا ہے۔ کہ وُہ اِن الفاظ انهم لن يغنوا عنك من الله شيئا کا ترجمہ اس طرح پر کرتا ہے۔ وہ تیرے لئے کسی بات میں اللہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ یہ ترجمہ تمام مروجہ تراجم کا مقابلہ کرنے سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور ڈاکٹر منگانا نے عمداً یہ غلط ترجمہ اس لئے اختیار کیا ہے۔ کہ تاجو الفاظ اسے اپنے اوراق میں پیش کرنے ہیں۔ ان کے کچھ معنے بن سکیں۔ چنانچہ الفاظ انهم لن يغنوا عنك من اللكم شيئا کا ترجمہ پہلے ترجمہ کے تتبع میں بالفاظ ذیل کرتا ہے یہ تمسخر کرتے ہوئے وُہ تیرے لئے ایک ضرب کے

قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ اور اس ترجمہ کی بیہودگی کو چھپانے کے لئے وُہ آیت کے پہلے الفاظ کو پیش نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر اُن الفاظ کو مدنظر رکھا جاوے۔ تو یہاں کسی ضرب یا چوٹ کا ذکر بالکل لایعنی اور مہمل امر ہے۔

وُہ تمام امور جو ڈاکٹر منگانا نے پیش کئے ہیں۔ اُن میں سب سے بڑا اختلاف یہی ہے جس کا یہاں ذکر ہؤا۔ اور اس سے چھوٹے اختلافات کا قیاس اسی سے ہو سکتا ہے۔ اس تنقیدی نظر میں ہم اِن تمام اختلافات پر بحث نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ایسی تفصیل سے یہ ایک بڑی کتاب بن جاوے گی۔

ڈاکٹر منگانا اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے۔ کہ اس کتاب میں بعض دلچسپ اختلافات ہیں اور بعض الفاظ چھوڑے گئے ہیں جو ایک سے زیادہ علماء کو حیرت میں ڈالیں گے۔ ہمیں ڈاکٹر منگانا کی رائے سے اتفاق ہے۔ لیکن اگر فرق ہے تو یہ کہ ایک سے زیادہ علماء کو اس بات پر حیرت نہیں جسکا خیال ڈاکٹر منگانا جیسے فاضل شامی زبانوں کے ماہر اور موصل کے سابق پروفیسر نے کیا تھا۔ بلکہ اُن کو حیرت خود ڈاکٹر موصوف کی مضحکہ انگیز حماقت پر ہو گی جو ایک آفتاب صداقت کے سامنے جس کی تیز روشنی نے تیرہ سو سال سے اس کی طرف کسی نظر کو اُٹھنے نہیں دیا۔ ایک سُلگتے ہوئے چیتھڑے کو پیش کر کے اس آفتاب کی روشنی کو تاریک ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر جو خود ہی بجھ کر سوائے تعفن کے اپنے پیچھے اور کوئی نشان نہیں چھوڑتا۔ یہ ہے ڈاکٹر منگانا کی کتاب کی اصل حقیقت۔ اور ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمیں ایک علم الٰہیات کے فاضل کے متعلق ایسے الفاظ لکھنے پڑے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تک دُنیا میں اس کی کتاب کا وجود باقی ہے تمام محقق ڈاکٹر منگانا کی کوشش کی داد دینے کی بجائے اُس پر نفرین بھیجیں گے۔ کہ اُس نے تعصب کے جوش میں اندھا ہو کر بغیر سوچے سمجھے چند گمنام اوراق کو جنکے اصلی ہونیکا بھی کوئی علم نہیں بغیر کسی دلیل کے اسقدر وقعت دی کہ وُہ اُنکے ذریعے سے قرآن کریم جیسی مسلم مستند کتاب کو پایۂ اعتبار سے ساقط کرنا چاہتا ہے۔ اور ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر منگانا نے نہ صرف اپنے وقت اور اپنی محنت کو ضائع کیا۔ بلکہ اپنی شہرت کو بھی اس طرح پر سخت نقصان پہونچایا ہے۔

اسلام اور انسداد شراب نوشی

(نمبر ۲)

بائبل کے مختلف نسخوں اور تراجم میں تحریف و تبدیل

یعنی وُہ لکچر جو پروفیسر ہارون مصطفےٰ لیون ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ایل۔ایل ڈی ایف۔ایس۔پی نے بمقام لنڈن ۱۰۔اپریل ۱۹۱۵ء کو دیا۔

(سلسلہ کے لئے دیکھو گذشتہ ماہ کا رسالہ۔)

توریت کی چوتھی کتاب میں جس کو گنتی یا اعداد کی کتاب کہتے ہیں۔ایک اور یہودی فرقے کا ذکر ہے جن کو نذری یا نذیر کہتے ہیں۔لفظ نذری۔عبرانی لفظ نذر سے مشتق ہے۔جسکے معنے ہیں الگ کرنا یا مخصوص کرنا۔اور عربی لفظ نذر سے ملتا جلتا ہے۔جس کے معنے اپنے کو پیش کرنے یا مخصوص کرنے کے ہیں۔اسی مادہ سے لفظ نذیر نکلا ہے۔جس کے معنے ایسے وعظ یا نبی کے ہیں جو شریروں کو متنبہ کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو۔عبرانیوں میں نذری وہ شخص کہلاتا تھا۔جو ایک خاص معنے میں اپنے آپ کو خدائے تعالےٰ کے لئے مخصوص کرتا تھا۔اِس اصطلاح کے نیچے دو قسم کے لوگ آتے ہیں۔ایک وہ جو اپنی ساری زندگی وقف کر دیتے اور دُوسرے وُہ جو ایک معین وقت کے لئے نذری کہلاتے تھے۔گنتی کے چھٹے باب میں جو قانون نذریوں کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔وُہ صرف مؤخرالذکر جماعت کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔وہ قواعد جن کا پابند ایک نذری یا نذیر کو ہونا چاہیئے۔وہ ذیل کے تین نواہی ہیں اسی باب میں بیان کئے گئے ہیں۔اول انگور کی پیداوار کو استعمال نہ کرنا دوئم بالوں کا نہ کاٹنا۔سوئم کسی مردہ جسم کو نہ چھونا۔اور ہر ایک قسم کی رسمی ناپاکیوں سے بچنا۔ان ہدایات اور بالخصوص ان میں سے پہلی اور دُوسری ہدایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نذری کی زندگی ایسی ہونی چاہیئے۔کہ وہ ہر قسم کی آسائشوں کو ترک کرے اور سادہ طرز

زندگی اختیار کرے۔ نذری کے لئے ہر ایک قسم کی منشیات سے بچنے کا حکم صاف اور موکد ہے۔ جیسا کہ گنتی باب نمبر ۶ درس تیسری چوتھی میں مذکور ہے "وہ اپنے آپ کو شراب اور تیز نوشیدنی اشیاء سے الگ رکھے گا اور شراب کا یا نشہ دینے والی چیز کا کوئی مرکب استعمال نہیں کرے گا۔ نہ وہ انگوروں کا نچوڑ پیئے گا۔ نہ تر یا خشک انگور کھائے گا۔ اپنی تمام علیحدگی کے دنوں میں وہ کوئی ایسی چیز نہیں کھائے گا۔ جو انگور کی بیل کے چھلکے سے لے کر گودے تک سے بنائی گئی ہو" پرانے عہدنامے کا سب سے پرانا ترجمہ جو الگزنڈرین ورشن یا سپٹو ایجنٹ[۱] کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی اصلیت کی کہانی ایک چھٹی میں جو سکندریہ کے ایک یونانی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس طرح پر مذکور ہے۔ "شاہ ٹالمی فلاڈل فس جو ۲۸۴ قبل مسیح سے ۲۴۷ قبل مسیح تک حکمران تھا۔ وہ تمام قوموں کے قوانین کا ایک مجموعہ سکندریہ کے عظیم الشان کتب خانہ کے لئے تیار کرا رہا تھا۔ اور اس کے محافظ کتب خانہ نے اسے یہ مشورہ دیا۔ کہ یہودی کتب مقدسہ کا ترجمہ یونانی زبان میں کرائے۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے ایلچی یروشلیم میں بھیجے۔ تاکہ وہ اسرائیلی علماء سے مدد کی درخواست کریں جسکے جواب میں ۷۲ یہودی علماء یعنی ہر ایک قوم میں سے چھ سکندریہ میں آئے اور جزیرہ فاروس میں تنہائی میں وہ اس کام پر لگے رہے۔ اور ۷۲ دنوں کے اندر انھوں نے ساری کتاب کا ترجمہ لائبریرین کو لکھوا دیا۔ جو اس طرح پر یونانی بولنے والے یہودیوں کے لئے مستند کتاب بن گئی۔"

اس کہانی میں کچھ صداقت اور بہت کچھ جھوٹ ملا ہوا ہے۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ الگزنڈرین ورشن یونانی یہودیوں کا کام تھا۔ یہ بھی اغلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ٹالمی ثانی کے زمانے کی علمی تحقیقات کا یہ نتیجہ تھا۔ اور ممکن ہے خود اسی بادشاہ کی تحریک پر شروع کیا گیا ہو۔ یہ ممکن ہے کہ بادشاہ کا مقصد یہودی رعایا کی ضرورت کو پورا کرنا نہ تھا۔ بلکہ اپنے ذاتی شوق سے یہ کام اس نے کیا۔ اور ان چار لاکھ قیمتی مسودات میں جو اس کی سلطنت کا علمی ذخیرہ تھا۔ اضافہ کرنا اس کی اصلی غرض تھی۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ شاعر فلسفی

[۱] لفظ سپٹو ایجنٹ کے معنے ہی ستروں کا ترجمہ ہے +

اور علماء اس کے دربار میں خوشی سے بلائے جاتے تھے۔ اور اس کی علمی محبت نے اس کے زمانہ حکومت کو خاص طور پر روشن کیا تھا۔ مگر اس کہانی کی یہ باریک تفصیلات یروشلیم میں ایلچیوں کا جانا۔ وہاں سے ۷۲ منتخب مترجموں کا آنا۔ ۷۲ دنوں میں اُن کا ترجمے کو ختم کرنا صاف طور پر فرضی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اندرونی شہادت اِس بات کی مؤید ہے کہ وُہ یہودی علماء جنھوں نے ترجمہ کیا فلسطین کے رہنے والے نہ تھے۔ بلکہ خود مصر کے یہودی تھے۔ اِس ترجمے میں جو یُونانی الفاظ مذکورہ بالا ہدایت کے متعلق ہیں۔ ان کے پہلے حصّے کا لفظی ترجمہ یُوں ہے "شراب اور سکر سے وُہ اپنے آپ کو پاک کرے گا"

ولگیٹ بائبل کی اس ایڈیشن کا نام ہے جو لاطینی زبان میں ہے جو اس وجہ سے کہ ایک مدّت دراز تک عیسائی کلیسیا کی لاطینی شاخ میں مستعمل رہی۔ ٹرینٹ کی کونسل میں جو عیسائی کلیسیا کی اٹھارویں عام کونسل تھی۔ اور جو وقفوں کے ساتھ ۱۳ دسمبر ۱۵۴۵ء سے ۴ دسمبر ۱۵۶۳ء تک کام کرتی رہی مستند قرار دی گئی۔ یہ نام ولگیٹ جو ابتداء میں یونانی بزرگوں نے سپٹواجنٹ کو دیا تھا۔ آخرکار اس مرکب مجموعے کو دیا گیا جس نے پرانی لاطینی کی جگہ رفتہ رفتہ لے لی تھی۔ یعنی اِس ورشن کی جو پوپ ڈمسس کے زمانے میں چوتھی صدی کے اخیر سخت بے ترتیبی کی حالت میں پڑ گئی تھی۔ یہ یونانی کا بالکل لفظی ترجمہ تھا جو نہایت کرخت اور غیر فصیح الفاظ میں تھا۔ اور جس میں اکثر بازاری محاورے استعمال کئے گئے تھے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نقل کرنے والا یا پادری جس کو یُونانی زبان کا ادنےٰ سا علم بھی ہوتا وہ اپنے کو اس بات کا اہل خیال کرتا تھا۔ کہ اس میں جس طرح سے چاہے تبدیلی اور اصلاح کرے۔ یا زاید عبارتیں بڑھا دے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسقدر مختلف قرأتیں پیدا ہو گئیں کہ یہ امر ابھی تک مشکوک ہے۔ کہ آیا ان قرأتوں کی اصلی بنیاد علیحدہ علیحدہ ترجمے تھے یا ایک ہی ترجمہ جس میں بار بار اصلاح کی گئی ہو۔ اِس نقص کی اصلاح کے لئے جرومی نے ڈمسس اوّل کی درخواست پر ۳۸۳ء میں نئے عہدنامے کا ایک اصلاح شدہ ترجمہ شروع کیا۔ اور اس کو یونانی مسودات کے ٹکڑوں کی مدد سے جو اس وقت قدیم اور قابل اعتبار مانے جاتے تھے پُورا کیا۔ اِس کے بعد اس نے زبور کی طرف توجہ کی

اور پہلے صرف لاطینی میں یونانی کی عام ایڈیشن کی بناء پر اصلاح کی۔ اور اس اصلاح شدہ نسخہ کو جس کا نام رومن سالٹر رکھا گیا۔ اس نے ۳۸۳ء میں پورا کیا۔ اور پوپ نے اسے رومی عبادتوں میں داخل کیا۔ اور اس وقت تک روم میں پطرس کے گرجا میں یہ استعمال ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جرومی نے ایک اور کتاب کی مدد سے ایک مکمل اصلاح شدہ نسخہ تیار کیا۔ اور یہی جس کا نام گیلی کن سالٹر ہے ولگیٹ میں شامل ہے۔

ڈمسس کی وفات کے بعد جو ۳۸۴ء میں واقع ہوئی۔ جرومی نے روما کی سکونت کو ترک کیا اور بیت اللحم میں جا کر آباد ہوا۔ اور وہاں ایک عبادت گاہ بنالی۔ وہیں اس نے پرانے عہدنامے کا ایک نیا ترجمہ عبرانی زبان سے کیا۔

اس کام میں اس کے پندرہ سال صرف ہوئے یعنی ۳۹۰ء سے ۴۰۵ء تک اس کتاب میں اس نے ایک بامحاورہ ترجمہ تو بت اور جودث کی کتابوں کا بڑھا دیا۔ جو کہ کالڈی (کلدانی) نسخے سے جو اصل عبرانی سے تیار ہوا تھا۔ لکھا گیا تھا۔ اور جو اب گم ہے۔ یونانی مجموعے کی دوسری کتابیں جو بعد میں اس کی باقی تصنیف کے ساتھ شامل کی گئیں۔ یعنی حکمت اکلیزیاسٹیکس اور مکابیس انکو اس نے نہ چھوا۔ نئے ترجمے کی پہلے پہل تو سخت مخالفت ہوئی۔ لیکن رفتہ رفتہ مقبول ہوتا گیا۔ اور جلدی پرانی لاطینی زبان متروک ہوگئی۔ یہاں تک کہ باوجود علمار کی سخت تحقیقات کے کوئی پورا نسخہ ہاغیر ونیمیس لیجے ہوئے سکر پچر سے اولڈ ٹسٹمنٹ سے پہلے کا تیار نہ ہوسکا۔ درمیانی زمانوں میں ولگیٹ میں اور بہت سی تحریفات ہوئیں۔

پوپ سکسٹس پنجم نے ۱۵۹۰ء میں ایک اصلاح شدہ نسخہ شائع کیا اور ایک اپنے فرمان کے ساتھ اس نے یہ حکم دیا کہ اس ایڈیشن کو صحیح جائز مستند اور ناقابل اعتراض مانا جائے۔ سکسٹس نے اپنی رائے سے قرأتوں کے اندر بھاری تبدیلیاں کر دی تھیں مگر ان کو اس قدر کم قبولیت حاصل ہوئی۔ کہ سکسٹس کی موت کے بعد یہ ایڈیشن واپس لے لی گئی اور ساری کتاب اصلاح کے لئے پھر پوپ کی ایک مجلس کے سپرد کی گئی۔ اور آخر کار پوپ کلائمنٹ ہشتم نے ۱۵۹۲ء میں مستند نسخہ شائع کیا۔ کلائمنٹ کی بائبل اور سکسٹس

والے نسخے میں تین ہزار قرأتوں میں اختلاف تھا۔ جیروم کی قابلیت بحیثیت ایک مترجم اور ایک مفسر کے اکثر زیر بحث رہی ہے۔ کیونکہ گو اس نے بہت سی چیزوں کا یونانی اور عبرانی سے ترجمہ کیا۔ مگر وہ ان دونوں زبانوں میں سے کسی میں بھی مہارت نہ رکھتا تھا اور وہ کسی مضمون پر صفائی سے اور بلا اختلاف بحث نہ کر سکتا تھا۔ وہ منطقی نہیں تھا۔ بلکہ واعظ تھا۔ جیروم کی یہ کمزوریاں ایک حد تک ایک کتاب میں جو مشروم میں ۱۸۸۲ء میں چھپی ظاہر کی گئی ہیں۔ تاہم جیروم کی تصنیفات مفید ہیں اور اس قابل ہیں۔ کہ وہ لوگ انھیں پڑھیں۔ جو اس زمانے کے جس میں وہ رہتا تھا علوم رسوم اور عقائد سے واقف ہونا چاہیں۔ جیروم کی تصنیفات خاص طور پر ذیل کے امور میں مفید ہیں اول وہ بائبل کے پرانے یونانی ترجموں کے زیادہ ٹکڑے ہمیں دکھاتے ہیں۔ بہ نسبت اس کے جو کسی دوسرے عیسائی بزرگ کی تصنیفات میں پائی جاتی ہوں۔ دوئم وہ ہمیں اُن معانی سے آگاہ کرتی ہیں۔ جو اس زمانے کے یہودی بہت سے عبرانی الفاظ کے کرتے تھے اور پرانے عہدنامے کے بہت سے فقرات کے مفہوم اور معنے ہم تک پہونچاتی ہے۔ سوم وہ جیروم کے اپنے خیالات کو ہم تک پہنچاتی ہے۔ گو اس میں شک نہیں۔ کہ اس کی رائے کو ہمیں احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس کی طبیعت میں مبالغہ بہت تھا۔ تاہم اس کی تصنیفات میں بہ نسبت دوسرے عیسائی بزرگوں کے زیادہ مضبوط رائے اور زیادہ علمی واقفیت معلوم ہوتی ہے۔ جیروم کی قابلیت کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔

ایراسمس جس نے اس کی سوانح لکھی ہے۔ لکھتا ہے "جیروم یقیناً سب سے بڑا فاضل سب سے بڑا فصیح اللسان اور سب سے بڑا عالم علوم الہیات ہے۔ جو کہ عیسائیت نے اس زمانے تک پیدا کیا" اس کے بالمقابل ولیم کیو جس پر کبھی یہ الزام نہیں لگایا گیا۔ کہ اُس نے عیسائی بزرگوں کے متعلق ناانصافی سے کام لیا ہو۔ لکھتا ہے "جیروم ایک تیز اور جوشیلا آدمی تھا جس کو اپنے جذبات پر کوئی قابو نہ تھا۔ جب اس کو ذرا جوش دلا دیا جاتا وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آتا۔ اور گالیاں دینے اور برا کہنے سے بھی نہیں رکتا۔ تھوڑا سا جوش آنے پر وہ سخت بدزبان ہو جاتا۔ اور جس قدر بدزبانی ممکن ہوتی اُس شخص کے حق

ہیں کرتا۔ جس کا اس سے مقابلہ ہوتا۔ بغیر اس خیال کے کہ وہ کس مرتبے یا کس فضیلت کا آدمی ہے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ وہ خود پولوس کا ذکر بھی بڑے سخت اور گستاخانہ الفاظ میں کرتا ہے۔ اور اس پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے!! یہ وہ قابل اور دیندار عیسائی بزرگ ہے۔ جس کی عیسائیت کتاب مقدس کے اس نسخے کے لئے جس کو ولگیٹ کہا جاتا ہے ممنون ہے۔ جیروم اکانوے سال کی عمر میں ۴۲۰ء میں فوت ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ اخیر زندگی تک اس کی طاقت اور جوش بحال رہا۔

ولگیٹ گنتی کی کتاب کے باب ۶ تیسری ورس کا ترجمہ ذیل کے الفاظ میں کرتی ہے :۔

"شراب سے اور ہر شئے سے جو نشہ دینے والی ہے وہ پرہیز کریں گے۔ ولگیٹ بائبل کے اس انگریزی ترجمے کی بنیاد ہے۔ جو عیسائی کلیسیا کی رومن کیتھالک یا لاطینی شاخ کے انگریزی بولنے والے ممبر استعمال کرتے ہیں۔ اس ترجمے کا نام ڈوائی بائبل مشہور ہے۔ اور اس میں سے پرانے عہدنامے کا ترجمہ ڈاکٹر گریگری مارٹن نے کیا تھا۔ اور ڈوائی میں جو فرانس میں لیل کے بیس میل جنوب میں ایک قصبہ ہے ۱۶۱۰ء میں شائع ہوا۔ مغربی یورپ کی زبان کی مذہبی اصطلاحات زیادہ تر ولگیٹ سے لی گئی ہیں یا اس کے اثر کے نتیجے ہیں۔

پرانے عہدنامے کی مختلف ایڈیشن حسب ذیل ہیں۔ سپٹواجنٹ۔ سریانی۔ ٹرگم یا کالدی اور لاطینی یعنی ولگیٹ۔ بابل کی قید کے زمانے میں یہودیوں کی زبان پر کالدی محاورہ کا جو بابل میں بولا جاتا تھا۔ اس قدر گہرا اثر ہوا کہ جلاوطنی سے واپس آنے پر وہ اس قابل نہ رہے کہ اپنی مقدس کتابوں کی خالص عبرانی کو سمجھ سکیں اور اس لئے جب عزرا اور لاوی جماعت کے سامنے شریعت کی کتابیں پڑھتے تو وہ مجبور ہوتے کہ دیسی زبان یعنی کالدی میں اس کی تشریح کردیں۔ آہستہ آہستہ یہ تشریحات تحریر میں آگئیں اور اس لئے کہ سادہ عبارتوں سے یہ تشریحی فقرے یا مشرح ترجمے بن گئے۔ ان کا نام مترگم رکھا گیا۔ اور یہ کالدی لفظ ہے جس کے معنے تشریح یا تفسیر ہے (اور عربی لفظ ترجمہ سے ملتا ہے) جوں جوں زمانہ گذرتا گیا یہ مختلف تفاسیر۔ بڑی بڑی ضخیم کتابیں بن گئیں اور بعض یہودیوں نے ان میں سے زیادہ معتبر تفاسیر کے مجموعے تیار کئے۔

یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اِن تمام ترگموں میں سے وُہ جس کا نام انکی لوس ہے قدیم زمانے سے زیادہ عزّت کے قابل سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور اب تک بھی یہودی عالم اسے سب سے زیادہ معتبر قدیمی تفسیر کا ماخذ قرار دیتے ہیں۔ اِس لئے گنتی کی کتاب میں نذریوں کے متعلق جو فقرہ ہے اس کے معنے کرنے میں اس تفسیر کا حوالہ مفید ہوگا اور اس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ وُہ کس قسم کی شراب تھی جس سے نذری پرہیز کرنے کا اقرار کرتے تھے۔ چنانچہ اِس فقرے کا ترجمہ وہاں یُوں کیا گیا ہے "نئی اور پرانی شراب سے وُہ الگ رہے گا" آگے چل کر ہم دیکھیں گے۔ کہ مختلف عبرانی لفظ جن کا ترجمہ شراب اور تیز نشہ دینے والی چیز کئے گئے ہیں۔ وہ علے الترتیب یامین اور سکر ہیں۔ اور یہ فقرہ جو کہ اُوپر نقل کیا گیا دکھاتا ہے۔ کہ مترجموں نے اِس ابتدائی زمانے میں ان الفاظ کے کیا معنے کئے۔ کیونکہ اِس ترگم میں یامین کے معنے نئی شراب اور شکر کے معنے پرانی شراب کئے گئے ہیں۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اِن الفاظ کے مفہوم میں نہ تو انگوروں کے نچوڑ کے مختلف قسموں میں سے ہونے کا فرق ہے۔ نہ یہ فرق ہے۔ کہ ایک قسم نشہ دینے والی اور دُوسری قسم نشہ نہ پیدا کرنے والی ہو۔ بلکہ دونوں لفظوں میں مفہوم کا اختلاف بلحاظ اس زمانے کے ہے جو کہ ایک ہی قسم کے انگور کے نچوڑ پر گذر گیا ہو۔

ربیّوں کی ایک روائیت کا ذکر بھی کیا گیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے۔ کہ کھجوروں یا ایسی اشیاء سے جو تیز شراب تیار ہو۔ وہ نذریوں کے لئے جائز تھی۔ اور جس شراب کی ممانعت کا یہاں ذکر ہے۔ وہ وہ تیز شراب تھی جس کی تیاری میں سکر پیدا کرنے والی شراب کی ملاوٹ ہو۔

ایک اور روائیت میں یہاں تک ذکر موجود ہے۔ کہ اگر تھوڑی سی شراب کو شہد کے ساتھ ملا دیا جاوے۔ اور شراب کا مزہ باقی نہ رہے۔ تو نذری کے لئے اس کا پینا جائز ہے۔ ایسی رکیک تاویلیں۔ اور بے اصولی تشریحات کسی بڑے مذہب کے جو خدا کیطرف سے ہونے کا دعوےٰ کرتا ہو معلموں کی حیثیت سے گری ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن شریف نے بار بار یہودیوں کو اِن تحریفات کی وجہ سے ملزم کیا ہے۔ جو کہ وُہ

خدا کے کلام میں کرتے تھے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات سے ظاہر ہے۔ افتطمعون ان یؤمنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ و ھم یعلمون۔ (کیا تم چاہتے ہو کہ وہ تم پر ایمان لے آویں۔ حالانکہ انہیں سے ایک فریق کے لوگ خدا کے کلام کو سنتے تھے۔ پھر اس کو جان لینے کے بعد اس کو بگاڑتے تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے۔)

نذریوں کے متعلق جو ہدایات گنتی کی کتاب باب ۶ آیت ۱۳ سے ۲۰ میں ہیں۔ ان میں ذیل کی تین نواہی ہیں:-

(۱) انگوروں کی کسی پیداوار کا استعمال نہ کرنا۔

(۲) بالوں کا نہ کٹوانا۔

(۳) کسی مردہ جسم کو نہ چھونا۔

ان امور سے روکنے کی وجوہات پر بہت سی بحثیں ہوئی ہیں۔ یہ بات بلاشبہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان سب کی سب روکاوٹوں کا ان کی نذر کے ساتھ کچھ تعلق ہونا چاہیئے کیونکہ یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ بلا وجہ یوں ہی چند چیزوں سے خدا کی کلام نے روک دیا ہو۔ ایک نذری اپنی قسم کی وجہ سے خدا کی خدمت کے لئے اس طرح پر مخصوص کیا جاتا تھا۔ کہ لوگوں کے عام اشغال سے وہ بالکل علیحدہ رہتا تھا۔ یہ علیحدگی قسم کے مطابق ہوتی تھی۔ یعنی اگر ساری عمر کے لئے قسم لی جاوے۔ تو علیحدگی بھی ساری عمر کے لئے ہوتی تھی۔ ایک روایت یہودیوں میں یہ بھی موجود ہے کہ تیس دن سے کم عرصے کے لئے قسم نہیں لی جاسکتی تھی۔ نذری کسی مردہ جسم کو نہیں چھوتا تھا۔ اس حد بندی کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام بگڑ جانے والی چیزوں سے وہ علیحدہ رہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ اسرائیلی قانون کے رو سے مردہ جسم ناپاک سمجھا جاتا تھا۔ پھر نذری کو اس بات سے روکا گیا تھا۔ کہ بال کٹوائے کیونکہ بالوں کا کٹوانا۔ اس کے مطیع ہونے کی ایک نشانی تھی (قرنطیون باب ۱۱ آیات ۵) اور یہ ایک ظاہری علامت نذر کو پورا کرنے کی تھی اور طاقت کا نشان تھی چنانچہ سمسون کے متعلق جس کو دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی سمجھا جاتا تھا۔ قاضیوں کی کتاب میں لکھا ہے

کہ اس کی پیدائش سے پہلے ایک فرشتہ اس کی ماں کے پاس آیا اور اُس کو کہا "خبردار ہو جاؤ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں۔ کہ شراب نہ پی نہ تیز شراب اور نہ کوئی ایسی چیز کھاؤ جو ناپاک ہو کیونکہ تو حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنے گی اور اُسترہ اُس کے سر کو نہیں لگے گا۔ کیونکہ وہ بچہ رحم سے ہی خدا کے لئے نذری ہوگا" صرف سمسون ہی اکیلا مشہور جنگ جو نہیں جس کے شراب سے پرہیز کرنے کا ذکر تاریخ میں ہو۔ بلکہ ہومر نے اپنی ایلیڈ میں ہیکٹر کا ذکر کیا ہے۔ جس کی ماں اُسے لکھتی ہے۔ کہ شراب تھکے ہوئے آدمی کو طاقت دیتی ہے مگر وہ نوجوان جو اپنی ماں سے اس معاملہ میں زیادہ دانائی سے کام لیتا ہے۔ اِس کا جواب یوں دیتا ہے۔ کہ "اے قابل عزت ماں میرے پاس شراب نہ لا۔ اگرچہ یہ شہد کی طرح میٹھی ہو اور گلاس میں چمکتی ہو۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ میرے اعضاء کو کمزور کر دے یا تباہ کر دے۔ اور میں اپنی جرأت طاقت اور خوشی کھو بیٹھوں"۔

پوپ نے اِن سطروں پر ذیل کے الفاظ لکھے ہیں "ہیکٹر کا شراب کے متعلق یہ فتویٰ اپنے اندر بہت کچھ صداقت رکھتا ہے۔ اور یہ عوام الناس کی ایک غلطی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ شراب طاقت کو بڑھاتی یا روح میں تازگی پیدا کرتی ہے۔ قابل ترین طبیب اِس بارے میں ہومر کے ساتھ متفق ہیں۔ گو آج کل کے سپاہی اس کو درست نہ سمجھتے ہوں"۔

اب پھر ہم نذریوں کی طرف واپس آتے ہیں۔ اب ہم اصل مضمون (یعنے نذریوں کے احکام) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس جماعت کا کوئی آدمی انگور کی پیداوار کو۔ رقیق حالت میں ہو یا غلیظ حالت میں استعمال نہیں کر سکتا۔ اور اِس سخت حکم کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ تا ہر ایک قسم کی سکر پیدا کرنے والے شرابوں سے پورے طور پر وہ محفوظ رہیں۔ بلکہ غلطی سے بھی وہ بعض چیزوں کو بے ضرر سمجھ کر کسی نشہ دینے والی چیز کو استعمال نہ کریں۔

یہاں پھر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہودیوں کی ابتدائی تاریخ میں تعلیم اور عمل وہی ہے۔ جو اسلام میں ہے۔۔۔ سب سے آخری اور سب سے بزرگ نبی احمد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پرہیز گاری کے اصول کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا جیسا کہ

آپ نے فرمایا۔ کہ حلال بھی بیّن ہے۔ اور حرام بھی بیّن ہے۔ مگر ان دونوں کے درمیان جو امور ہوں اور جن کے متعلق حلت یا حرمت کا شبہہ ہو۔ تو ایک مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسے امور سے بچے۔ پھر ایک موقع پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تمام امور کو ترک کر دو۔ جو کہ تمہارے دل میں کھٹکتے ہوں۔ اور پھر فرمایا کہ بدی کی شکل سے بھی بچو تو بدی تم سے دُور رہے گی

نذریوں کا اصل اصول یعنی اپنے تئیں اللہ کے لئے مخصوص کرنا اس کی رضا کے اپنے آپکو فرمانبردار کر دینا اور ہر ایک قسم کی بدی سے بچنا۔ اسلام کا اصل الاصول بھی یہی ہے۔ اسلام کے اس کمال کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک قسم کی سکر پیدا کرنے والی شراب سے پوری طرح بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تاکہ یہ اخلاقی طور پر انسان کی حفاظت کا سامان ہو۔ الکحل کا عادت کے طور پر استعمال کرنا خواہ کسی رنگ میں ہو۔ حیوانی خواہشات کو ابھارتا ہے۔ قوت استدلال کو کمزور کرتا۔ اور بعض حالتوں میں بالکل تباہ کر دیتا ہے۔ اخلاقی احساسات کو کند کرتا ہے۔ اور انسان کی اس طاقت کو جو اپنی مرضی کو کام میں لانے کی اس میں ہے۔ کمزور کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف فرماتا ہے فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ اس سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو +

(باقی آئندہ)

پادریصاحبان کیلئے حل طلب معمے

۳

از بشیر

توریت کتاب استثناء آیت ۱-۵ میں لکھا ہے :-

(۱) - اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو- اور تمھیں کوئی نشان یا معجزہ دکھلاوے + (۲)- اور اس نشان یا معجزے کے مطابق جو اُس نے تمھیں دکھایا. بات واقع ہو- اور وہ تمھیں کہے- آؤ ہم غیر معبودوں کی جنھیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں- اور اُن کی بندگی کریں + (۳)- تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھریو- کہ خداوند تمہارا خدا تمھیں آزماتا ہے- تا دریافت کرے کہ تم خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے دوست رکھتے ہو کہ نہیں + (۴)- چاہیئے- کہ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرو اور اس سے ڈرو اور اُسکے حکموں کو حفظ کرو- اور اُس کی بات مانو- تم اُس کی بندگی کرو اور اُس سے لپٹے رہو + (۵)- اور وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے گا- کیونکہ اُس نے تمھیں خداوند تمہارے خدا سے جو تم کو مصر سے باہر نکال لایا- اور اس غلام خانے سے رہائی دی- پھر آنے کے لئے کہا تھا تاکہ تمھیں اس راہ سے جس پہ خداوند تمہارے خدا نے تمھیں چلنے کا حکم دیا تھا- بہکا دے- اسی طرح تو بدی کو اپنے درمیان سے جدا کر دے گا +

عیسائی صاحبان آیات بالا کو خدا کا کلام مانتے ہیں- اور اُن کی تعمیل اُن پر فرض ہے- یہ آیات صاف اور بین ہیں- اور اُن کے معنے وہی کئے جاسکتے ہیں جو اُنکے صاف و صریح الفاظ ظاہر کرتے ہیں- تین امور اُن سے ثابت ہوتے ہیں- اوّل یہ کہ ایک جھوٹا نبی

بھی نشانات اور معجزات دکھلا سکتا ہے۔ دوم یہ کہ وُہ نبی جھوٹا ہے جو بنی اسرائیل کو اُن غیر معبودوں کی پرستش کے لئے کہے جنھیں وُہ نہیں جانتے۔ سوم یہ کہ ایسا جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا۔

اب اگر ناصرت کے نبی (یسوعؑ) نے وہی تعلیم عیسائیوں کو دی ہے۔ جس پر اُن کا ایمان آجکل ہے۔ اور جو تعلیم میرے خیال میں اصلی نہیں۔ تو ان آیات سے ایک دیانتدار اہل الرائے کو مجبوراً یسوعؑ مسیح کو جھوٹا نبی قرار دینا پڑتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اُسنے معجزات اور نشانات دکھلائے۔ اور اُس کے متعلق یہ بھی ایمان ہے۔ کہ وُہ قتل کیا گیا۔ اور صلیب پر لٹکایا گیا۔ اُس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ وہ (خدا کے) بیٹے اور رُوح القدس کی عبادت کریں۔ یعنے ان معبودوں کی جنہیں وہ نہیں جانتے تھے۔ اب پادری صاحبان سے سوال ہے۔ کہ آیا وہ کوئی کتاب انجیل ہو یا توریت دکھلا سکتے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ بنی اسرائیل کو یسوعؑ کی آمد سے پہلے بھی اُن غیر معبودوں کا علم تھا۔ اور کیا وُہ بتلا سکتے ہیں کہ اسرائیلی یہ جانتے تھے۔ کہ خدا ایک ایسے فانی انسان کے وجود میں ظہور کرے گا جسے یہودیوں نے مارا۔ اور اُس نے صلیب پر جان دی۔ اس قسم کے معبُودوں کا اُنھیں ہرگز کوئی علم نہ تھا۔ پس اگر یسوعؑ نے اپنے وقت کے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ وُہ اُسے معبُود مانیں اور اُس نے معجزات بھی دکھلائے اور قتل بھی کیا گیا۔ تو جو نتیجہ آیات بالا کو مدِّ نظر رکھ کر اس عقیدہ سے نکلتا ہے اُسے میں ناظرین کی سمجھ پر چھوڑتا ہوں۔

اسلامک ریویو:۔ مذکورہ بالا تحریر سے قرآن مجید کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جس میں کہ یسُوعؑ مسیح کے متعلق حسب ذیل تعلیم دی گئی ہے:۔

وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی و ربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماوٰیہ النار

ترجمہ

اور عیسےٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل خدا کی عبادت کرو جو کہ میرا اور تمہارا خدا ہے تحقیق جو اللہ کے سواء کوئی اور معبود بتلاتا ہے اُس پر جنّت حرام ہے۔ اور دوزخ اسکا ٹھکانا ہے۔ مسیح کی

موت کی نسبت خدا کا کلام یعنے قرآن مجید یُوں گویا ہے۔

وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبّہ لھم

ترجمہ

اُنھوں نے (یہودیوں نے) نہ تو مسیح کو قتل کیا۔ اور نہ صلیب پر چڑھایا (یسوع انجیل کے مُطابق صلیب پر نہیں مرا) لیکن اُنھیں غلطی لگی ہے ✦

یہ آیات قرآنی اس عقیدہ کے خلاف ہیں جو یسُوع کی نسبت رکھا جاتا ہے۔ قرآن مجید تو بتلاتا ہے۔ کہ مسیح نے بھی اسرائیل کو ایک ہی خدا کی طرف بلایا یعنے اُس خدا کی طرف جو مسیح کا اور اسرائیلیوں کا خدا تھا اور جسے وہ جانتے تھے۔ قرآن مجید اس بات سے بھی انکار کرتا ہے کہ مسیح کو یہودیوں نے مار ڈالا۔ اور اس طرح سے وہ تمام منصُوبہ جس کی بناء پر یہُودی مسیح کو جھُوٹا نبی ہونے کا الزام دیتے ہیں۔ خاک میں ملجاتا ہے۔

اے کاش پادری صاحبان دیکھیں کہ حضرت مسیح پر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر احسان ہے ✦

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور عہد نبوّت

قال ومن ذریتی قال لا ینال عھدی الظّٰلمین ؕ

عہد سے مراد عہد نبوّت و امامت ہے۔ اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ یہ عہد اسحاق سے نہیں تھا۔ بلکہ اسمٰعیل سے بھی تھا۔ بلکہ اسمٰعیل اس میں مقدم ہے۔ کیونکہ اسمٰعیل کے متعلق بار بار یہ عہد پایا جاتا ہے۔ پس عہد ابراہیم کی رُو سے اگر نبوّت کا ایک سلسلہ بنی اسرائیل میں رہا۔ تو ایسا ہی سلسلہ بنی اسمٰعیل میں بھی چلنا چاہیئے۔ اور در حقیقت حضرت مُوسیٰ کی پیش گوئی۔ جس میں اپنی مانند نبی کی خبر دی تھی۔ اس کی بناء بھی وہی عہدِ ابراہیمی ہے۔ کیونکہ جب ابراہیم کی اولاد کی ایک شاخ نے عہدِ ابراہیمی سے حصّہ پایا

تو یہ ضروری تھا کہ دوسری شاخ بھی اس سے حصّہ پاتی۔ سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ اسمٰعیل صراحتاً اس عہد میں شامل ہیں۔ اوّل اسمٰعیل اور اسحاق دونوں کے پیدا ہونے سے پہلے فرمایا "میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کرونگا اور ان کو جو تجھے برکت دیتے ہیں برکت دُونگا۔ (پیدائش ۱۲: ۲و۳) اب یہاں برکت دینے کے لفظ قابل غور ہیں۔ کیونکہ سوائے مسلمانوں کے کما بارکت علی ابراهیم وعلی اٰل ابراهیم کہنے والی اور کوئی قوم نہیں۔ پس جو ابراہیم کو برکت دیتے ہیں۔ وہ ضرور خدا تعالےٰ کی برکات سے حصّہ پاتے ہیں۔ پھر پیدائش ۱۵: ۴ میں حضرت اسمٰعیل کی پیدائش سے پہلے فرمایا" جو تیرے صُلب سے پیدا ہوٗا وہی تیرا وارث ہوگا" کیا اسمٰعیل ابراہیمؑ کے صُلب سے تھا یا نہیں؟ پھر ہاجرہ کے ساتھ وہی وعدہ ہے۔ جو ابراہیمؑ کے ساتھ۔ یعنی ہاجرہ کو فرشتے نے کہا" میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا۔ کہ وُہ کثرت سے نہ گنی جائے" (پیدائش ۱۶: ۱۰) اور حضرت ابراہیم کو فرمایا" اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور ستاروں کو گن۔ اگر تو انھیں گن سکے۔ اور اُسے کہا۔ کہ تیری اولاد ایسی ہی ہوگی" (پیدائش ۱۵: ۵) پھر اسمٰعیل کا نام لے کر فرمایا" اور اسمٰعیل کے حق میں مَیں نے تیری سُنی۔ دیکھ میں اسے برکت دُونگا اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ [12] سردار پیدا ہونگے۔ اور میں اسے بڑی قوم بناؤنگا" (پیدائش ۱۷: ۲۰) اب برکت دینا وہی لفظ ہے جو حضرت ابراہیم سے کہا تھا۔

دُوسری بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا عہد جو ابراہیم سے تھا۔ اور ابراہیم کا عہد جو اللہ تعالےٰ سے تھا۔ وہ بھی بنی اسرائیل و بنی اسمٰعیل دونوں پر صادق آتا ہے۔ چنانچہ ابراہیمؑ کے عہد کو تو ان الفاظ میں بیان کیا" اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے۔ جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جاوے ۔۔۔۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا۔ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔" اب اس عہد کو دیکھ لو کہ اوّل تو بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل نے

اسے یکساں پورا کیا۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کی ایک رُوحانی اولاد ایسی پیدا ہوئی۔ کہ اُس نے اس عہد کو پورا کر کے دکھایا۔ مسلمانوں کے سوائے کونسی قوم ہے جو ختنہ کرتی ہے۔ اور اس عہد کو یاد رکھتی ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی قوم کو عہد ابراہیمؑ سے خارج کیا جاوے جو عملی رنگ میں اس عہد کو پورا کر رہی ہے۔

دوسرا عہد اللہ تعالیٰ کا ابراہیم کے ساتھ ہے " اور میں اپنے اور تیرے درمیان۔ اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان اُن کے پشت در پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں۔ کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا۔ اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں۔ کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو" (پیدائش ۱۷: ۷، ۸) اب وہ کنعان کا ملک جو از رُوئے عہد الٰہی ابراہیمؑ کو ملا ہے تیرہ سو سال سے جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں پیدا ہوئے کس کے پاس ہے۔ اِن دو ہرے عہد میں اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک ایسی کھلی اور بین شہادت رکھی ہے۔ کہ کوئی عیسائی یا یہودی آپ کی صداقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ سوائے اسکے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اِن دونوں عہدوں کو جھوٹا قرار دے۔ صلیبی جنگوں کا منشا سوائے اسکے کیا تھا۔ مگر جو بات خدا بطور نشان قایم کرنا چاہتا ہے۔ اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ ایکطرف اگر حضرت موسیٰ کے مثیل موسیٰ والی پیشگوئی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک بین شہادت ہے۔ تو دُوسریطرف حضرت ابراہیمؑ کا یہ عہد ایک ایسا روشن ثبوت ہے۔ کہ جسکا جواب کسی یہودی یا عیسائی کے پاس کچھ نہیں۔ اسلیئے انہی دونوں امُور کو اہل کتاب پر اتمام حُجت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے شروع میں رکھا ہے۔ اور ان پر اس قدر زور دیا ہے کہ بار بار اُن کا ذکر فرمایا۔ یہ دو باتیں ایک مسلمان کے ہاتھ میں ایسے زبردست ہتھیار ہیں کہ انکے سامنے کوئی ڈھال کام نہیں دے سکتی۔ یہ اللہ تعالےٰ کے اسلام پر خاص احسانات ہیں۔

ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

اخبار پیغام صلح لاہور

یہ وہ اخبار ہے۔ جو فرنگستان میں اسلامی کوششوں کی صحیح خبریں خواجہ کمال الدین صاحب اور انکے ہمراہیوں کی کامیابیوں کے حالات سُناتا اور جنگ یورپ کی تازہ خبریں بلکہ ہفتہ میں تین بار شایع ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان اور دیگر ممالک کے قابل تذکرہ واقعات دلچسپ تنقیدات اور دلکش ادائے بیان کے ساتھ اسلامی جذبات کو متحرک کرنے اور قائم رکھنے کا کام بحسن وخوبی انجام دیتا ہے۔ اور اپنی دلربا خصوصیت کے لحاظ سے مُلک کا بے نظیر اخبار ہے۔ قیمت سالانہ چھ روپے ششماہی تین روپے۔ سہ ماہی ایک روپیہ نو آنے۔ ماہوار ۹؍

المشتہر

مینیجر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور

اشاعت اسلام کالج لاہور

اسلام کی بیکسی کی اس سے بڑھکر اور کیا تصویر کھینچی جا سکتی ہے کہ مسلمانوں میں اور بہت سے کاموں کا فکر کرنے والے پیدا ہوگئے لیکن اگر نہیں ملتے تو وہ لوگ نہیں ملتے جو اشاعت اسلام کے مقدس کام کو سرانجام دے سکیں۔ ہندوستان میں مذاہب کا ایک زبردست دنگل قائم ہے اور اس دنگل میں ہر مذہب کے پہلوان اس وسیع جزیرہ نما کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک کام کرتے نظر آتے ہیں لیکن مسلمانوں میں ایسے واعظین جو صرف خدمت دین کیلئے وقف ہوں اور مقابلہ مذاہب میں ہر قسم کے ہتھیاروں سے پورے طور پر مسلح ہوں ابھی تک نادر ہیں اور نہ ہی آئندہ ایسے واعظین کے تیار کرنیکا کوئی سامان نظر آتا ہے اس اہم ضرورت کو پورا کرنیکے لئے جسپر درحقیقت قوم کی زندگی اور موت کا سوال موقوف ہے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک اشاعت اسلام کالج لاہور میں کھولا ہے جسمیں اسلام کے لئے مبلغین تیار کیے جاتے ہیں۔ اسکو کھلے ہوئے قریباً دس ماہ ہو چکے ہیں اور قریباً دس طالبعلم اسکے اندر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جن کے اخراجات کی متکفل بھی انجمن ہے۔ جیسے جیسے اس کالج سے مبلغین تیار ہوکر نکلیں گے مختلف مقامات پر انکے لئے مرکز مقرر کر کے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کا کام باقاعدہ ہاتھ میں لیا جائیگا علاوہ اس کالج کے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مذاہب غیر کی تردید کے لئے ٹریکٹ اور رسالے بھی تیار کروا رہی ہے۔ اور پانچ چھ نومسلم بھی اس وقت اس کی زیر نگرانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں +

ان اخراجات کیلئے ہم جملہ اہل اسلام کو اور بالخصوص ان کو جو اپنے دلوں میں اشاعت اسلام کے لئے درد رکھتے ہیں۔ توجہ دلاتے ہیں کہ وہ اپنے مالوں کا ایک حصہ اس راہ میں خرچ کر کے عند اللہ ماجور ہوں عطیوں کے علاوہ بالخصوص مستقل امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ اسوقت اشاعت اسلام سے بڑھ کر کوئی نیک مقصد نہیں جسپر ایسا روپیہ صرف ہو سکتا ہو روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جاوے۔ ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید جاری ہوتی ہے۔ اور انجمن ہذا رجسٹرڈ انجمن ہے +

المشتہر ڈاکٹر یعقوب بیگ آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضمیمہ اشاعت اسلام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

اسکو خود بھی پڑھیں - اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھاویں

مغرب میں اسلام کیلئے شاندار مستقبل

اور

اس وقت برادران اسلام کا پہلا فرض

اس وقت ووکنگ مسلم مشن کی کامیاب رفتار کے متعلق جو مثردات حضرت قبلہ مولوی صدرالدین صاحب سلمہ اللہ کی طرف سے ہمیں ہفتہ وار ملتے ہیں - اس سے جہاں ایک طرف ہمیں بے اندازہ خوشی ہوتی ہے - وہاں دوسری طرف کسی قدر فکر بھی دامنگیر ہو جاتا ہے جب حیرت افزا طریق پر اسلام اور اسکی دلفریب تعلیمات مغربی دلوں پر تصرف کر رہی ہیں - اس پر ہم جس قدر سجدات شکر ادا کریں - تھوڑے ہیں لیکن اس ترقی کے ساتھ اخراجات کی ترقی بھی ایک لازمی امر ہے - جس کا تہیہ بھی مشکلات کو پیدا کر دیتا ہے - یوں تو آج تک جو کچھ ہوا - وہ محض فضل ربی سے ہوا - ہم کیا اور ہماری ہمت اور کوشش کیا جن جن راہوں سے اُس دست گیر بیکسان نے اس عاجز کی وقت بیوقت ہمارے کام پر دستگیری کی وہ ہر دم میرے ازدیاد ایمان کا موجب ہے - اور مجھے توکل علی اللہ کی طرف رہنمونی کرتی ہے - لیکن سید الکونین الف الف صلوٰۃ نے بر توکل زانوی اشتر بند

کہ کر ہمیں توکل کی اصل حقیقت سے آشنا کر دیا ہے۔ ہر ایک مسلم کا فرض ہے۔ کہ حصول مطلب میں ہر طرح جان توڑ کوشش کرے۔ اور پھر خدا کے فضلوں پر نگاہ ڈالے ؂

کل قومی تحریکات پر اشاعت اسلام کو فوقیت ہے۔

ہاں افسوس ہے تو اس بات کا کہ اشاعت اسلام ایسی بات نہ تھی جسکی طرف اس قدر عدم توجہی سے کام لیا جاتا ہیں یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہوں۔ کہ ہماری کل تحریکات قومی اہمیت کے لحاظ سے ہماری اس تحریک اشاعت اسلام کے مقابل کوئی حقیقت وحیثیت ہی نہیں رکھتی۔ خصوصاً جب ہم اُن بے نظیر نتائج پر غور کرتے ہیں۔ جو اس وقت محض فضل ربی سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور جو سالے کہ نکوست از بہارش پیداست کے مصداق ایک عظیم الشان مستقبل کو ہمارے سامنے لے آتے ہیں۔ کیا یہ امر غور طلب نہیں۔ کہ ایک طرف اس ملک ہندوستان میں عیسائی مشن پانی کی طرح روپیہ بہا رہا ہے۔ پھر ہندوستان ایک محتاج اور تنگ دست ملک ہے۔ پھر عیسویت کی اشاعت میں قسم قسم کے حیلے اور اسباب پیدا کئے جاتے ہیں لیکن ان سب امور کے مقابل جو ناکامی عیسائی مشن کو نصیب ہوئی۔ وہ کوئی پوشیدہ راز نہیں۔ اگر اس ملک میں مہتر۔ چمار۔ ڈمیر۔ اور دیگر اچھوت قومیں نہ ہوتیں۔ تو یہ مشن کبھی کا ہندوستان سے رخصت ہو جاتا۔ بالمقابل ہم نے انگلستان میں نہ کوئی مدرسہ وکالج کھولا۔ نہ ہسپتال۔ نہ ہمارے پاس روپیہ اور نہ ہمارے کام کرنے والے کثرت سے مرد اور عورتیں محض خدا کا نام اور اس پر ایسی فوق العادۃ کامیابی۔ اسکی وجہ میرے نزدیک صرف دو ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام فطرت اللہ ہے۔ جس مذہب کو انسانی طبیعت فطرتاً چاہتی ہے۔ وہ اسلام ہے۔ دوسری طرف جو شریف قوم انگلستان میں ہماری مخاطب ہے۔ وہ مہذب آزاد خیال۔ وسیع قلب کی قوم ہے۔ جس کے افراد اس قدر اخلاقی جرأت رکھتے ہیں۔ کہ جس بات کو صحیح سمجھ لیں۔ اُسے قبول کرنے

ہیں انہیں کبھی گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ نہیں ہوتی ۔

ہندو تعلیم یافتہ طبقے میں کیوں تبلیغ اسلام اس وقت بے سود ہے

آج بیس سال سے اوپر ہو چکے ۔ جب میں نے مختلف مذاہب کا تنقابل مطالعہ شروع کیا ۔ مختلف الخیال اور متضاد عقاید کے اصحاب سے ملا ۔ مذہبی گفتگوئیں ہوئیں بحثیں کیں ۔ تقریریں کیں اور سنیں ۔ کتابیں پڑھیں لیکن دن بدن میرا عقیدہ اس بات پر مضبوط ہوتا گیا ۔ کہ جو شخص خلوص اور بے تعصبی کے ساتھ مذاہب کا مطالعہ کریگا ۔ اور کل مذاہب کی تعلیمات و عقاید کو علم و عقل کی روشنی میں پرکھیگا ۔ اسکو اسلام قبول کرنے کے سوا چارہ نہ ہوگا ۔ لیکن مشکل یہ ہوگئی ہے ۔ کہ ہندوؤں میں تعلیم یافتہ طبقہ جو ایسی تحقیقات کا اہل تھا ۔ وہ سیاسی وجوہ سے اس امر کے قابل نہیں رہا ۔ بڑا بھاری سہارا جو ہندو مذہب کی مختلف شاخوں کو اس وقت مل رہا ہے ۔ وہ ان شاخوں کی علمی عقلی خوبیوں سے نہیں

ہندو اصحاب اور نیشنل ازم

بلکہ وہ نیشنل ازم ہے ۔ جو ہندو مذہب کو قایم رکھے ہوئے ہے ۔ یہ نیشنلزم نہایت طاقت کے ساتھ ہندو سوسائٹی میں پیدا ہو گیا ہے ۔ اور یہی نیشنلزم آریہ سماج کو وجود میں لایا ہے ۔ اس وقت ہندو اصحاب کا مذہب پرستش قوم ہے ۔ قوم کا تحفظ ۔ قوم کی اہمیت ۔ قوم کی طاقت اور شمار کو قایم رکھنا اور بڑھانا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ غیر ہندو اقوام کو کمزور کرنا اس وقت تعلیم یافتوں کا علی العموم دھرم ہے ۔ یہ وہ مذبح ہے جس پر حسب ضرورت ہر ایک قسم کے لحاظات قربان ہو سکتے ہیں ۔ اسلام لاکھ اچھے اندرونی رکھے لیکن مسلمان ہو جانا چونکہ ہندو جات کی شماری طاقت کو کم کرتا ہے ۔ اس لئے ہر ایک ہندو بھائی کے لئے تبدیلی مذہب ایک گناہ کبیرہ ہے ۔ مذہبی تحقیق ۔ دھرم چرچا ۔ مذہبی مباحثے اور تقریریں ان کے لئے سب فضول ہیں ۔ اگر آریہ سماج کی اسطرف توجہ ہے ۔ تو اسکی تہ میں بھی وہی نیشنلزم ہے ۔ دیانند جی نے بھی شماری طاقت کا بڑھانا مقصود رکھ کر یہ روح اس میں تمام

تعلیم یافتہ ہندو اصحاب میں کام کر رہی ہے۔ یہی لوگ میرے علی العموم مخاطب تھے۔ جب میں ہندوستان میں تبلیغ کا کام وکالت کے ساتھ ساتھ کرتا تھا۔ ان کی طرف سے مایوسی میرے

مسلمانو! ابھی وقت اشاعت یہاں ہے

انگلستان کی طرف جانے کا ایک حد تک موجب ہوئی لیکن تعلیم یافتہ ہندو اصحاب کے بعد ابھی کثرت سے ہندو جماعتیں ہیں جن میں اشاعت اسلام نہایت سرعت اور کامیابی کے ساتھ عمدہ نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اگرچہ نیشنلزم کی روح دوسرے طبقات میں بھی پیدا کرنے کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے۔ اب اگر مسلمان جلد نہ جاگے اور انہوں نے اپنی تبلیغی کوشش ہندوستان میں باقاعدہ طریق پر شروع نہ کر دی۔ تو عنقریب مسلمانوں کو بہت ہی مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ شدھی کی تحریکات۔ یہ غیر مذاہب کو گالی گلوچ سے یاد کرنا یہ بد تہذیب حملے۔ یہ اچھوت قوموں میں اصلاح۔ ان سب کا مقصد صرف یہ ہے۔ کہ ہندو کے نام کے ماتحت افراد کی تعداد بہت جلد بڑھا دی جاوے۔ واِلّا کس کا مذہب اور کس کی سماج اگر ذرا بھی دھرم اور پرم ایشور کا خیال ہوتا۔ تو کبھی کا فیصلہ ہو جاتا مسلمانو! خوب یاد رکھو ابھی اشاعت اسلام کا وقت ہے۔ ابھی ہندو بھائیوں کے بہت سے طبقات میں مذہب کا احساس ہے۔ ابھی بھگتی اور آتما گنتی کا فکر ہے۔ ابھی پرم برہم کی تلاش ہے۔ اس لئے اسلام کے لئے ہر ایک موقع محل ہے۔ یہ امر یقیناً سمجھ لو۔ کہ جب مذہبی تفتیش و تحقیق عقل اور نور فراست سے ہوگی۔ دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔ مشکل یہ ہے کہ ہم نے کل کوشش ہی چھوڑ دی۔ ذرا ہاتھ ہلا کر تو دیکھو۔ پھر دیکھ لینا۔ چاروں طرف اسلام ہی اسلام نظر آتا ہے یا نہیں۔ لیکن یہ اس دن تک جبکہ نیشنلزم ان نیک خیالات مذہبی پر غالب نہیں آتا جس وقت مذہبی احساس کو نیشنلزم کھا گیا۔ اُس وقت کوئی صورت اشاعت اسلام کی یہاں نہ رہیگی۔ اِلّا ما شاء اللہ

یورپ میں قبولیت اسلام کے لئے تیاری

یہ تو حال ہندوستان کا ہے۔ بالمقابل مغربی دُنیا اس کے

بالکل برعکس ہے۔ وہاں گذشتہ ڈیڑھ صد برس برابر میٹیریلیزم اور عیسائیت میں بالمقابل جنگ ہوتا رہا۔ دونوں نے متواتر حملوں سے ایک دوسرے کے قلعوں کو کھوکھلا کر دیا۔ دونوں اس وقت کمزور ہو گئے۔ یہ کہنا غلط ہوگا۔ کہ میٹیریلیزم اور عیسائیت دونو مغربی دنیا سے مفقود ہو گئے۔ ہاں ان دونوں مذاہب کے پرستاروں کی تعداد بہت کمزور ہو گئی اور ان کے بین بین وہاں ایک کثیر تعداد پیدا ہو گئی ہے۔ جو عیسائیت کے جوئے سے آزاد ہو چکی ہے۔ لیکن خدا پرستی پر دل سے مائل ہے۔ وہ ایسے مذہب کو چاہتی ہے جس کے ایمانات اور عقاید عقل و ادراک کا خون نہ کریں جس کے شعار رسمیات سے پاک ہوں جس کے اصول فرقہ بندی کے تنازعات سے ارفع ہوں جو ہر معاملہ میں ذاتی رائے کی عزت کرے۔ اور معلمین ومقدسین کے ذاتی رعب سے انسان کو آزاد کر کے مذہب میں انسان کو اپنے لئے آپ غور و فکر کرنے کی ترغیب دے۔ جو نجات کو کسی انسان کی خوشنودی پر نہیں بلکہ ذاتی اعمال پر منحصر کرے۔ اور اس طرح احبار (یعنی پیر پرستی) کو دنیا سے مٹا دے جسکی تعلیم بالکل صاف سادی ہو۔ اور تصنع سے پاک ہو۔ جو کسی چار دیواری میں داخل ہو کر چند الفاظ کے دُہرا دینے پر اعراض مذہب کو ختم نہ کر دے۔ بلکہ مذہب کا اثر اور مذہب کے مطالبات صبح سے لے کر شام تک اور شام سے صبح تک ہماری زندگی کے ہر حصے اور شاخ پر ہوں۔ جو جسم اخلاق اور روح کو ایک دوسرے سے جدا نہ کر دے۔ بلکہ ان ہر سہ اجزاء انسانیت کے تحفظ کے سامان پیدا کرے۔ اور ان کے بقاء اور ترقیات کے سامان اور طریق بہم پہنچا دے اور جو ان تینوں کو بطریق ہم آہنگی ایک دوسرے کے ساتھ چلائے۔ خدا پرستی کے معاملات میں وہ مذہب ایسا خدا پیش کرے جس کے صفات پر ایمان انسانی تمدن و تہذیب کی روح رواں ہو۔ اور جسکی عبادت ہمارے اخلاق کی اصلاح کا موجب ہو۔ یہ اور ہم قسم

دیگر اور خیالات آہستہ آہستہ یورپ میں مذہب کے متعلق پیدا ہوچکے ہیں۔ گذشتہ چوتھائی صدی سے علماء و فضلاء مغرب کی ایک قابل قدر جماعت اس قسم کے مذہب کی تلاش میں لگ گئی ہے۔ انہوں نے امور بالا پر ایسے آئندہ مذہب دنیا کی اور خصوصیات ایزاد کردی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ آئندہ اب ہمارا وہ مذہب ہونا چاہئے۔ جو دنیا سے رنگ۔ قوم اور ملک کی تمیز کو مٹا دے۔ جو کل انسانوں میں اخوت اور وحدت کی روح پھونک کر کالے

یورپ کا مطالبہ مذہب اسلام ہے

گورے کو بھائی بھائی بنا دے۔ جو فی الجملہ خدا کی محبت (تعظیم لامر اللہ) اور کل مخلوق الٰہی کی محبت (شفقت علیٰ خلق اللہ) ہمارے دلوں میں جما دے۔ کیا یہ مطالبات مغرب اسلام کے ہی مختلف خط و خال نہیں۔ کیا یہ وہی باتیں نہیں جو قرآن نے تعلیم کیں اور آنحضرت صلعم نے سکھلائیں۔ انہیں وجوہ پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسلام کے سوا کسی اور دنیا کے مذہب کے لئے کامیابی کا کوئی موقعہ یورپ میں نہیں جس کو مجھ سے اس معاملہ میں اختلاف ہو۔ وہ اپنی کتاب سے ان مطالبات کو پورا کردے۔ امور بالا کی روشنی میں قرآن اور دیگر کتب مذہبی کو بیشک مطالعہ کرلیا جاوے پھر دیکھا جاوے۔ کہ قرآن کے سوا اور کونسی الہامی کتاب ایک ناطق کامل اور آخری الہام ثابت ہوتی ہے۔

ہمارے مشن کی کامیابی کا راز

یہی وہ راز ہے۔ کہ جس سے ووکنگ مشن نے اس قدر کامیابی حاصل کرلی۔ یہی وہ وجہ ہے۔ کہ جس سے اسلام مغربی نگاہ میں۔ جب کبھی اپنی اصلی صورت میں دیکھا گیا۔ عزیز ہوگیا۔ اسلام آج تک غلط بیانی۔ غلط فہمی۔ افترا اور بہتان کے پردے میں محجوب رہا۔ آج تک ان حجابوں کے دور کرنے کے لئے کوئی باضابطہ کوشش ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ جب ہم نے ذرا کوشش کی۔ مغرب کی نیچر پسند

طبیعت فی الفور اسلامی اصولوں کی والا و شیدا ہو گئی۔ جب یہ حالات ہوں۔ تو پھر اسلام کے سامنے کیوں ایک عظیم الشان مستقبل نہ ہو۔ ہاں کوشش شرط ہے۔ دیکھ لو ایک دو سال کے اندر کس قدر خیالات میں وہاں انقلاب عظیم ہو گیا۔ وہی اسلام ہے جسکو نسل انسانی کے لئے لعنت سمجھا گیا تھا۔ آج گرجاؤں میں خود پادری صاحبان اعتراف کرتے ہیں۔ کہ اُن کو اسلام کے متعلق غلط علم دیا گیا تھا۔ وہ اسلام کے محامد پر گرجاؤں میں وعظ[1] اور منادی کرتے ہیں۔ مخالفین کی تحریریں ٹھنڈی پڑ گئی ہیں۔ اسلام پر افترا اور بہتان باندھنے والے اب پہلی سی جرأت نہیں کرتے۔ یہ صرف دو سالہ محنت کے نتائج ہیں۔ اگر خدانخواستہ عدم سرمایہ یا کافی امداد کے میسر نہ آنے پر یہ مشن (ووکنگ) بند کرنا پڑے۔ یا جن مختلف راہوں سے یہ اب تک کامیاب ہوا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کو ترک کرنا پڑے۔ تو یہ وہ قومی نقصان ہوگا۔ کہ جس کا بدل پیدا ہونا ناممکن ہوگا۔

اسلام کے برخلاف یورپ میں جو سخت روکیں تھیں وہ اُٹھ گئیں

پھر جب ہم ان نئے واقعات پر غور کرتے ہیں جنہوں نے آہستہ آہستہ پیدا ہو کر اسلام کی راہ سے مشکل سے مشکل روکوں کو ہٹانا شروع کر دیا ہے۔ جو مدت سے اسلام کے مقابل ایک ناقابل علاج سد راہ بن رہی تھیں۔ تو ہم وجدان اور حقیقت کی طرح اس بات پر ایمان لانے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ کہ اب صرف ہمارے ہاتھ ہلانے کی ہی کمی ہے۔ والّا عنقریب یورپ میں اسلام ہی اسلام نظر آنے والا ہے۔ اسلام میں بعض تعلیمات ایسی ہیں۔ جن کے عدم فہم نے اسلام کو مغرب میں ہوّا بنا رکھا تھا مثلاً مسئلہ جہاد۔ مسئلہ غلامی۔ مسئلہ کثیر الازدواجی ممانعت شراب۔ آج وہ واقعات قضا و قدر نے پیدا کر دئے جس کے ماتحت ہماری

[1] دیکھو اسلامک ریویو بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء

سرکار دولتمدار نے خود اسلامی جہاد کے اصولوں کو صحیح سمجھا اور اختیار کیا۔ آج خود گرجاؤں میں عین کرسمس کے دن منبر سے یہ آواز آئی۔ کہ امن عامہ کے قایم رکھنے کے لئے تلوار اٹھانا ایک مذہبی اور انسانی فرض ہے۔ جان۔ مال۔ قوم اور ملک کی حفاظت کی خاطر ایک ایسے شخص کے مقابل جو ان چیزوں کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے جنگ کی پیش قدمی کرے۔ دفاعی جنگ کرنا قرآن کی تعلیم ہے۔ یہی اسلامی جہاد ہے۔ اور باقی جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ غلط فہمی یا بہتان۔ اس تعلیم پر ہماری سرکار اور اسکے معزز حلیف آج چلے اور جایز طور پر چلے مغربی دنیا نے آج خود آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کی اس طرح پیروی کرکے عملاً اعلان کیا۔ کہ انجیل کی تعلیم مختص الوقت تھی۔ آج وہ ناقابل عمل ہے۔ اور ضروریات موجودہ کے مناسب حال نہیں۔ ایسا ہی یوروپین جنگوں نے مسئلہ غلامی کی حقیقت کو منکشف کر دیا۔ قرآن نے جن غلاموں کو جایز رکھا ہے۔ وہ اسیران جنگ ہیں۔ جیسے کہ آیت او ماملکت ایمانکم سے ظاہر ہے۔ دنیا جب تک جنگوں سے خالی نہ ہو۔ اسیران جنگ کے تحفظ اور مراعات کے لئے قواعد کی ضرورت ہے۔ اور اسلام ایک نامکمل مذہب ہوتا۔ اگر آنحضرت صلعم ایسے غلاموں کے متعلق قواعد مرتب نہ کرتے۔ اب عنقریب دنیا دیکھ لے گی۔ کہ اسیران جنگ کے ساتھ جو سلوک آنحضرت صلعم نے تجویز کیا۔ وہ کس قدر ان کے لئے رحمت و برکت کا موجب ہے۔ اسی طرح اس وقت یورپ میں اس کثرت سے انسانی نفوس کے ہلاک ہونے نے کثیر الازدواجی کی اصلی ضرورت کو واضح کر دیا۔ شادی کی اگر اصلی غرض شہوت رانی نہیں۔ بلکہ بقاء نوع انسانی ہے۔ تو پھر بھی ضرورت دنیا میں بعض ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے۔ جب مرد ایک ہی وقت ایک سے زیادہ شادیاں کرے۔ اس وقت مردوں کی تعداد یورپین ملکوں میں کم ہوگئی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنا بذات خود کل سلطنتہائے یورپ کے سامنے

ایک اہم مسئلہ ہے۔ ہر ایک سلطنت کا فرض ہے۔ کہ امن ہونے کے بعد افراد انسانی کی پیدایش بڑھانے کا انتظام احسن کرے خصوصاً جبکہ فرقہ اناث کی کثرت بڑھ گئی ہے۔ کیا اس ضرورت حقہ کو پورا کرنے کے لئے مرد عورت کو ناجایز طریق پر جمع ہونیکی اجازت دی جاوے۔ یا ان کو جایز اور علی الاعلان طریق پر بحیثیت خاوند عورت جمع کرکے آیندہ پیدایش کو بڑھایا جاوے جنگ کے بعد یورپ محتاج ہوگا۔ کہ آدمیوں کی پیدایش بڑھائے۔ اور اگر اخلاق۔ غیرت انسانی۔ اور احساس صحیح کی عزت کی گئی۔ اور یقین ہے کہ کی جاویگی۔ تو سب سے اول اس نامعقول قانون کو دور کرنا پڑیگا۔ جو کثیر الازدواجی کو مغرب میں جرم ٹھیراتا ہے۔ چنانچہ بعض معتبر انگریزی رسالوں میں اسوقت یہ بحث شروع ہوگئی ہے۔ ایسا ہی ان جنگوں نے یہ ثابت کردیا ہے۔ کہ شراب نے کس قدر قوموں کی قوموں کو لوازم و ضروریات موجودہ کے پورا کرنے کے ناقابل کردیا ہے۔ انہیں باتوں کو دیکھ کر خدا بھلا کرے ہمارے شہنشاہ جارج خامس کا جنہوں نے کمال دور اندیشی سے شراب کو اپنے محل سے نکال کر شراب کی نفرت کو ایک فیشن بنا دینے کی بنیاد ڈال دی ہے۔ زار روس نے کروڑھا روپیہ کا نقصان برداشت کیا۔ لیکن محکمہ آبکاری کو موقوف کیا۔ فرانس میں شراب کو جلاوطن کرنے کے سامان ہو رہے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو عنقریب شراب کو مغرب میں حرام اور جرم بنا دینگی آہ! یورپ دیکھتا کہ جن باتوں کو آج اس قدر ہلاکت اور تباہی کے بعد ضرورت حقہ ماننا پڑا۔ وہ ایک معصوم اُمّی لقب انسان نے مدتوں پہلے تعلیم کیں۔ میرے نزدیک اس کے نبی ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے ؎

مسلمانوں وقت شناسی کرو یہ تو یورپ کے حالات ہیں۔ یہ امور کیا زید اور بکر کے پیدا کردہ ہیں۔ یا خود خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ ہم مانا اور اولی الابصار جو واقعات عالم سے دور بینی رکھتے

ہیں۔ وہ سوچیں کہ ہوا کا رخ کس طرف کو جارہا ہے مسلمانوں کو جس بات نے سب سے پیچھے رکھا۔ وہ یہ ہے کہ وہ موقعہ اور وقت شناسی نہیں جانتے۔ وقت پر تھوڑی سی کوشش وہ نتائج پیدا کرسکتی ہے۔ جو بیوقت کی صدگنا محنت سے متصور نہیں ہو سکتا۔ اس وقت پیسوں سے روپوں کا نہیں بلکہ پونڈوں اور اشرفیوں کا کام نکل سکتا ہے۔ کیا جو کامیابی اس وقت تک بلحاظ وقت و کمی اسباب تبلیغی کوششوں میں ہمیں ہوئی ہے۔ وہ آیندہ کی کامیابی کی کافی ضمانت نہیں۔ نظم

خدارا۔ قوم من برخیز از مستانہ خواب	تا بہ کے غفلت بہ بیں بربام آمد آفتاب
کن نگاہ بر افق مغرب رہ نمود آثار صبح	حیف باشد گر نہ ایں ایام بشناسی شتاب
در ملایک غلغلہ شد نصرت اسلام را	غلبۂ توحید می خواہد خود احدیت مآب
آہ! میترسم اگر ایں وقت ہم از دست رفت	بالیقیں بینی بروز چند خسران و تباب

رب عزت قوم دیگر را دہد عز و شرف
گر نہ زما یاد ور نداری۔ رو بخواں ام الکتاب

وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

دوستو۔ اٹھو۔ جاگو۔ غفلت کو چھوڑو۔ میرے ساتھ ہو جاؤ۔ میں آپ کو اُس کام کی طرف بلاتا ہوں جو آپ کا فرض اولین ہے۔ یہ وہ کام ہے جس کے لئے قرآن دنیا میں آیا۔ یہ وہ کام ہے۔ جس کے لئے آنحضرت صلعم نے بعثت فرمائی۔ یہ وہ فرض ہے۔ جس کے لئے سید عرب و العجم نے ہر قسم کے مصائب اوٹھائے صحابہ کی عزیز جانیں اسی راہ میں قربان ہوئیں۔ یہ وہ درخت ہے۔ جسے آپ کے بزرگوں کے خون نے سینچا۔ دیکھو آپ کے کل قومی کام ایک طرف اور انگلستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام اپنی

اہمیت اور نتائج کے لحاظ سے ایک طرف۔ آہ میں کہاں سے وہ طاقت لاؤں۔ جو آپ کو آپ کے اس فرض اوّل کی طرف لے آوے۔ وہ کونسا منتر پڑھوں جس سے آپ ہمہ تن اس کام کی طرف متوجہ ہو جاویں۔ یاد رکھو۔ تمہاری قومی اہمیت تمہاری طاقت تمہاری فلاح و عزت صرف اس ایک کام سے خاص کر وابستہ ہے جس طرف میں گیا ہوں۔ خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

اشاعت اسلام کی آسان راہیں

دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اشاعت اسلام کے لئے آسان راہیں پیدا کردی ہیں۔ خود تمہیں ایک ایسی سلطنت کے ماتحت رکھتا ہے۔ کہ جو مذہبی تعصبات سے آزاد ہے۔ جو تبلیغ کے معاملہ میں کسی قسم کی روکاوٹیں اصولاً پیدا نہیں کرتی۔ تم اگر مذہبی تحریکات کو پالیٹکس سے الگ رکھو۔ جیسے کہ میرا طریق عمل ہے۔ تو کیوں خود گورنمنٹ ضرورت جائز کے پیدا ہونے پر باوجود اختلاف مذہب تمہاری مدد نہ کرے۔ تم کو خدا تعالیٰ نے ایسی قوم سے واسطہ ڈال دیا ہے۔ جنہوں نے اپنے ملک میں تمہارے مبلغین کی عزت کی۔ اُن کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اُن کی ہر طرح کی مراعات کی اپنے مذہب کے معلمین کی تمہارے برخلاف کوئی خاص حمایت نہ کی۔ بلکہ ایک آنکھ سے اپنے ملک میں سب ہم سب کو دیکھا۔ اس قوم کو خدا تعالیٰ نے وہ وسعت قلب عطا کی۔ کہ جو میں تم میں اس وقت نہیں دیکھتا۔ ان کے ذی وجاہت تم میں آرہے ہیں۔ اور وہ پیشانی پر شکن نہیں ڈالتے۔ پھر کیوں نہ ہم ان لوگوں کی قدر و منزلت کریں۔ بہرحال یہ سب خدا کے منن اور فضل ہیں۔ اور یہ ان اسباب عجیبہ میں سے ہیں۔ کہ جن سے آخر کار خدا کا دین دنیا میں قایم ہوتا ہے اور چاروں طرف لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔

خدا کی نصرت صرف کام کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے

لیکن یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ پاؤں ہلانے

پر حصر رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی بے انداز نصرتیں اس کے شامل حال ہوتی ہیں۔ جو غفلت کو چھوڑ کر کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا میں استعانت سے پہلے عبادت کا ذکر ہے۔ خدا تعالیٰ سے اعانت اور نصرت پانے کا وہی مستحق ہے۔ جو پہلے خود کچھ کر کے دکھلائے۔ بالفاظ حدیث خدا تمہاری طرف دس قدم آویگا لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے تم خدا کی طرف ایک قدم چلو۔ یہی رنگ ہمیں رات دن صحیفہ قدرت میں نظر آتا ہے مثلاً ایک دانے کا پیدا کرنا کل صحیفہ قدرت کے کام کرنے پر حصر رکھتا ہے۔ سورج چاند۔ ستارے۔ ہوا۔ بادل۔ پانی۔ زمین الغرض زمین آسمان کی کل چیزیں کام کریں۔ تو پھر ایک غلے کا دانہ پیدا ہو لیکن کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یہ سب خدام انسان ہاتھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور اپنے اپنے مفوضہ کام نہیں کرتے جب تک انسان ہاتھ نہیں ہلاتا۔ کسان نے زمین کھود کر بیج ڈالا۔ اور سب کے سب خادم کام کرنے لگ گئے۔ دیکھو ایک شخص تم سے خاموشی کے ساتھ چلا گیا۔ وہ درویشانہ طریق پر ایک جگہ جا بیٹھا۔ وہ مخالفانہ نکتہ چینیوں سے لاپرواہ ہو کر اپنے کام میں منہمک ہو گیا۔ ایک سال پر کچھ ماہ گذرے۔ کہ اسکی عاجزانہ کوشش وہ نتائج پیدا کر لائی۔ کہ جسکی نظیر گذشتہ دو صدی کی مذہبی تاریخ میں نہیں۔ یہ اسکی کوشش نہیں بلکہ کرشمہ ربی ہے۔ اور صرف اس لئے کہ آپ سب کا ایمان بڑھے۔ اور ہم سب کے سب کام کرنے پر تیار ہو جاویں جسکو آپ کل تک مشکل سمجھتے تھے۔ آج وہ آسان ہو گیا۔ جو کل محال تھا آج ممکن۔ جو کل قیاس تھا۔ وہ آج حقیقت ہو گیا۔ پھر آپ کس سوچ میں ہیں۔ کس دن کی انتظار کرتے ہو۔ کیا یہاں ہمیشہ رہنے کا اجارہ لے رکھا ہے موت کا کونسا وقت مقرر ہے۔ خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے ؟

میرے آواز پر لبیک کہنا اسلامی فرض ہے	تم از روئے قرآن میرے اس بلانے پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ تم از روئے حدیث میری اس آواز کو استخفاف یا استغفار سے نہیں دیکھ سکتے۔ قرآن

اور حدیث کی عزت کرو۔ اور میری آواز پر لبیک کہو۔ تمہارا خدا تمہارا رسول۔ تمہارا قرآن تمہارا اسلام اس معاملہ میں تم کو وہی تلقین کرتا ہے۔ جو میں کہتا ہوں۔ ہاں میرے الفاظ میں تاثیر ڈالنا اور جذب پیدا کر دینا فعل خداوندی ہے۔ آج آپ کو کوئی تکلیف نہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے وہ اسباب پیدا کر دئے ہیں۔ کہ جنسے آپ گھر بیٹھے تبلیغ کے فرض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ آپکو وطن۔ اہل وعیال۔ روزگار۔ اقربا کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں صرف تھوڑے سے ایثار کے ساتھ وہ کام کر سکتے ہو۔ جس کے لئے آپ کے بزرگوں نے جانیں قربان کیں۔ آج کل تبلیغ کا کام زیادہ تر تحریر اور تصنیف سے ہو سکتا ہے۔ اسلامک ریویو ہم چاہتے ہیں۔ کہ گھر گھر میں پہنچے۔ آپ ہمیں اس قابل کر دیں۔ کہ ہم ہزار در ہزار کا پیاں مفت مغربی ممالک میں تقسیم کریں۔ آپ کے ایک پانچ روپیہ بھیجنے سے آپکی جگہ ایک رسالہ کسی کو مفت جا سکتا ہے۔ اگر آپ اسلامک ریویو یا اس کے ترجمہ کی خریداری بڑھانے میں کوشش کریں۔ تو اس اسلامی مشن کے بہت سے کام آسانی سے طے ہو سکتے ہیں۔ میں نے چند ماہ ہوئے۔ کہ دس ہزار اردو رسالہ کے اور چار ہزار انگریزی رسالہ کے خریدار طلب کئے۔ انگریزی رسالہ کی سالانہ قیمت سات روپیہ اور اردو کی صرف تین روپیہ ہے لیکن اس وقت تک اس مطالبہ کا بمشکل ⅕ حصہ پورا ہوا۔ اگر یہی تعداد پوری کر دو۔ تو یہ مشن آسانی سے چل نکلیگا۔ اس رسالہ کا منافع مشن پر ہی خرچ ہوگا۔ پھر ہم مختلف قسم کی تصانیف اسلامی مضامین پر شایع کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب اخراجات چاہتے ہیں پھر ہمارا ووکنگ میں لنگر خانہ ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ نو مسلم یا مستفسران اسلام آتے

ہیں۔ اور ہمارے ہاں مہمان ٹھیرتے ہیں۔ اس سے انکو اسلام کے متعلق دریافت کرنے اور عملی مسلم زندگی دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ آپ کسی بےغرض اور بے لگاؤ عالم دین سے دریافت کریں۔ وہ آپ کو یہی بتلا دیگا۔ کہ صدقات اور خیرات و زکوٰۃ کا اولین مصرف یہ کام ہیں جسکی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ مجھے یہاں کوئی تعلق نہیں روک رہا اور نہ جنگ میرے مانع ہے۔ یہ کام کا وقت ہے۔ حضرت مولوی صدرالدین صاحب یکہ و تنہا ہیں۔ ان کی کوشش محتاج امداد ہے۔ اُن کی مدد کے لئے کسی کو جانا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ خود بھی جاؤں اور کسی کو بھی ہمراہ لے جاؤں۔ کم ازکم ایک یا پانچ سال کے لئے اگر ہم مالی دقتوں سے آزاد ہو کر کام کریں۔ تو دیکھ لینا۔ کہ خدا کے فضل کس طرح اُمنڈ آتے ہیں۔ میں ذیل کے اشعار آج آپ کو وہ کہتا ہوں۔ جو اس صدی کے مجدد میرے آقا و مرشد علیہ نے مجھے اور میرے دوستوں کو چند برس پہلے فرمائے۔ نظم

بکوشید اے جوانان تا بدین قوت شود پیدا ۔۔۔ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاران کنون بر غربت اسلام رحم آرید ۔۔۔ باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہ ربانی ۔۔۔ زبہر ناصران دین حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکر عزت دین در شما جوشد ۔۔۔ شما را نیز واللہ تکلت و عزت شود پیدا

اگر دست عطا در نصرت اسلام بکشائید ۔۔۔ ہم از بہر شما ناگہ ید قدرت شود پیدا

دو روز عمر خود در کار دین کوشید اے یاران ۔۔۔ کہ آخر ساعت رحلت بصد حسرت شود پیدا

امید دین روان گردان ! امید تو روان گردد ۔۔۔ زصد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

در انصار نبی بنگر کہ چون شد کار تا دانی ۔۔۔ کہ از تائید دین سرچشمہ دولت شود پیدا

ہمی بینم کہ دادار و قدیر و پاک می خواہد ۔۔۔ کہ باز آن قوت اسلام و آن شوکت شود پیدا

بمفت این اجر نصرت را دهندت ای اخی ورنه
قضای آسمان است این بهر حالت شود پیدا

کریما! صد کرم کن بر کسی کو ناصر دین است
بلای او بگردان گر گهی آفت شود پیدا

چنان خوشدار او را ای خدای قادر مطلق
که در هر کار و بار و حال او جنت شود پیدا

دریغ و درد! قوم من ندائے من نمی شنوند
ز هر در می دهم پندش مگر حجرت شود پیدا

مورخہ ۱۰ - جولائی سنہ ۱۹۱۵ء

کوٹھی شہزادہ بخارا - ایبٹ آباد

خواجہ کمال الدین
اڈیٹر اسلامک ریویو و اشاعت اسلام
لاہور - نولکھا

براہین نیرہ

حصہ اول المعروف بہ

قرآن - ایک خاتم ناطق اور عالمگیر الہام

مصنفہ خواجہ کمال الدین صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو لنڈن

زیر طبع - قیمت ۱۰ خریداران اشاعت اسلام سے ۸

یہ کتاب علی الخصوص مغربی تعلیم و تہذیب سے مستفیض اصحاب کی خاطر لکھی گئی ہے اور ان مطالبات عقلیہ سکے پورا کرنیکا اسمیں کافی مواد جمع کیا گیا ہے کہ جسکے سوا تعلیمیافتہ صاحب کسی تعلیم مذہبی کو بطور صداقت ماننے کیلئے طیار نہیں

ہوئے یہ کتاب انشاء اللہ ان احساسات مذہبی کو مضبوط کرکے کامل ایمانیات میں بدل دیگی جو اسوقت مسلم تعلیمیافتہ اصحاب میں پیدا ہو رہے ہیں۔ یوں تو کل اہل مذاہب اپنی اپنی کتاب کو عالمگیر الہام قرار دیکر دوسری کتب کو مجموعہ اباطیل ظاہر کرتے ہیں لیکن مصنف براہین نیرہ نے کل کتب مقدسہ کو اپنے اپنے وقت کی الہامی کتاب تسلیم کرکے ان سب کے مقابل قرآن کو ایک ناطق اور عالمگیر ثابت کیا ہی چونکہ یہ کتاب یہاں کیلئے لکھی گئی ہی اسلئے تشریحاً بید مقدس کو مصنف نے علی العموم سامنے رکھا ہی۔ اسکتاب میں معتقدات یا ایمانیات یا منقولات کو دلیل نہیں بتایا گیا بلکہ ہر ایک امر کو دلایل عقلیہ سے جو قرآن سے لی گئی ہیں مبرہن کیا گیا ہی مثلاً جن تعلیمات اور صداقتوں کو دیگر کتب نے بطور دعوی یا حکم منوانا چاہا قرآن کا ان کے ثبوت میں دلایل عقلیہ پیش کرنا دکھلایا گیا ہی اسکتاب میں ایک خاص بات زیر بحث لائی گئی ہی کہ مذہب یا الہام کی اصلی غرض ازروئے تعلیم قرآن صرف تہذیب و تمدن انسانی ہی اور یہ ایک عالمگیر الہام کیلئے ضروری ہی کہ اسکی تعلیمات مختلف طبقات انسانی کے مختلف مدارج تہذیب کے موزون حال ہو اس امر کا لحاظ قرآن کریم کے سوا کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ خود تہذیب و تمدن انکی حقیقت و ماہیت ان کے بنیادی اصول ان کے حصول کے ذرایع اور قوانین پر ایک محقق اور حکیمانہ بحث کیگئی ہی اور دکھلایا گیا ہی کہ موجودہ تہذیب و تمدن کے قواعد کس طرح اور کہاں تک قرآنی تعلیم کے زیر اثر ہیں۔ الغرض اس کتاب کی خوبی فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہی جو ذیل میں دیجاتی ہیں اس کتاب سے کوئی مسلم گھر خالی نہیں ہونا چاہیے۔

المشتہر: مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ لاہور

فہرست مضامین براہین نیرہ حصہ اوّل

قرآن ایک خاتم ناطق اور عالمگیر الہام ہے۔ عالمگیر الہام کے مدعی۔ خدا رب العالمین ہے الہام سے کوئی قوم خالی نہیں رہی۔ قرآن کی فیاضانہ تعلیم۔ وید کی ترتیب کا وقت عالمگیر الہام کے لئے موزون نہ تھا۔ کسی کتاب کی قدامت عالمگیر ہونے کی دلیل نہیں۔ وید نے دعوے

عالمگیر نہیں کیا۔ قرآن کی عالمگیر اشاعت۔ نزول قرآن کا وقت اسکی عالمگیری پر دلیل ہے۔ قرآن کریم کل کتب قدیمہ کا قائم مقام ہے۔ قدیمی کتاب اور نئی ضروریات مختلف طبقات عالم کے مطابق حال قرآن کی تعلیم۔ عالمگیر الہام میں عالمگیر تہذیب ہونی چاہیئے آریہ سماجک لٹریچر کی طرز محتاج تبدیلی ہے۔ گذشتہ کتب کیوں عالمگیر نہیں۔ اعلیٰ تہذیب کے مدعی ابھی تک ادنیٰ منازل تہذیب تعلیم کردہ قرآن سے معرّا ہیں۔ فرقہ یورپی ٹوازم اور ضروریات لہام ماکولات۔ مشروبات اور جسمانی طہارت کے صحیح اصول تک بھی انسان الہام کے سوا نہ سمجھ سکا۔ انسداد شراب اور ضرورت قرآن۔ ذبیحہ کی ضرورت۔ غیر ذبیحہ کیوں حرام کیا گیا۔ ذبیحہ کی تعریف۔ غسل جنابت۔ موچھوں کا اسلامی طرز پر کاٹنا۔ کسی قوم کی دعائیں اسکی تہذیب کا ایک عمدہ معیار ہیں۔ وید کی دعائیں۔ عقل اور مذہب دونوں خداداد عطیہ ہیں اس لئے ان میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ زمانہ حال کے مطابق ناطق الہام کی خصوصیات وید یا دیگر کتب کن وجوہ پر عالمگیر الہام کہلا سکتے ہیں۔ انجیل مسلّمہ ناقص ہے۔ قرآن کے نزول کا وقت ہی کامل کتاب کے نزول کا وقت ہے۔ خاتم اور کامل کتاب کی ایک خاص شرط۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں کل عقاید مذاہب باطلہ کی تردید موجود ہے۔ فطرت اسی خدا کا پتہ دیتی ہے جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ رحمانیت میں ردِ دہریت خاصیت مادہ دفع ضرورت کا نام ہے۔ رحمانیت مادہ کے حادث ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ رحمانیت اور ردّ تناسخ۔ رحمانیت اور رد کفارہ۔ بڑھو رحمانیت پر غور کریں۔ رحیمیت میں قیامت کا ثبوت۔ لفظ رب میں تناسخ کا رد۔ ہماری نماز عربی کے سواء کسی اور زبان میں نہیں ہو سکتی۔ حشر اجساد کی ایک عمدہ دلیل قرآن سے۔ آریہ سماج کے ساتھ فیصلہ کی ایک آسان راہ . . . البقیہ فہرست مضامین کے لئے ملاحظہ ہو۔ صفحہ دیگر

تہذیب اور قرآن کریم کی تعلیم

تہذیب انسانی کن امور سے وابستہ ہے۔ سب سے اول قرآن نے حقیقت تہذیب سے دنیا کو اطلاع دی۔ قرآن کی ابتدا اور دیگر کتب مقدسہ کی ابتدا۔ تہذیب کے بنیادی اصول۔ تہذیب کی غرض۔ توحید کی غرض وغایت تہذیب ہے۔ عیسویت کے اصول اور اصول تہذیب میں تضاد۔ عیسوی مذہب کی اصل گناہ ہے نہ کفارہ نہ الوہیت مسیح۔ گوروکل کانگڑی والے اصول تہذیب بمینہ وید بیان کریں۔ اسلامی کلمہ توحید کی حقیقت۔ انسان میں مساوات اور کائنات پر انسان کی حکومت۔ توحید اور جمہوریت۔ مدعیان توحید یعنی مسلمان عملاً مشرک اور عیسائی مشرک من وجہ موحد۔ کامل توحید سے کامل امن دنیا میں قایم ہوگا۔ کائنات پر انسان کی حکومت اور مسئلہ توحید کائنات پر حکومت انسان کا راز قرآن نے کھولا۔ قرآنی توحید علمی تحقیق کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ موجودہ مسلمان موحد بنکر حقیقت توحید سے ناآشنا ہوگئے۔ توحید اور تہذیب۔ مسیحی دعا والی آسمانی بادشاہت قرآن نے قایم کی۔ انسان کی استعدادیں۔ قدیم اور جدید فلسفہ انسانی استعداد پر۔ قدما نے انسان کو ذلیل ترین مخلوق سمجھا۔ انسانی استعداد کے متعلق قدیمی خیال نے شرک پیدا کیا۔ اس سے ترقی کی راہیں مسدود ہوئیں۔ جدید رائے انسانی استعداد کے متعلق۔ انسان کی ترقیات لامحدود۔ جدید رائے کا لازمی نتیجہ دہریت۔ قدیم اور جدید ہردو خیالات ناقص۔ قرآن نے صحیح علم استعداد انسانی کا دیا۔ قرآن نے استعداد انسانی کو کامل نشوونما دینے کی راہ بتلائی۔ تہذیب کی ایک بھاری غرض استعداد انسانی کا نشوونما ہے ✶